International Labour Organization

جنوبی ایشیا میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے
مستقل مسائل کو حل کرنے کے لیے
درپیش چیلنجز اور پالیسیاں

جنوبی ایشیا میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے باوقار کام

کی ورک شاپ کے پس منظر میں نوٹ

11 تا 13اکتوبر 2021

عالمی ادارہِ محنت

عالمی ادارہ محنت کے حقِ اشاعت کیساتھ 2021

اشاعتِ اوّل 2021

یونیورسل کاپی رائٹ کنونشن کے پروٹوکول 2 کے تحت انٹرنیشنل لیبر آفس کو اشاعت کے حقوق کا تحفظ حاصل ہے۔ تاہم اگر ماخذ کاحوالہ موجودہوتو بغیر پیشگی اجازت کے مختصر اقتباسات شایع کئے جاسکتے ہیں۔ اشاعت اور ترجمہ کیلئے اس پتہ پر درخواست بھیجی جائے آئی ایل او پبلی کیشنس (رائیٹس اینڈ لائنسنگ)، انٹرنیشنل لیبر آفس، CH-1211 جنیوا 22، سوئزرلینڈ یا پھردرخواست اس ای میل پر روانہ کی جائے : rights@ilo.org ۔ انٹرنیشنل لیبر آفس اس طرح کی درخواستوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ لائبریاں، ادارے اور دیگر اس طرح کی تنظیمیں جنہیں اشاعتی حقوق حاصل ہیں وہ اس مقصد کیلئے جاری کردہ لائسنس کے مطابق نقول تیار کرسکتے ہیں۔ آپ کےملک میں تنظیمی اشاعتی حقوق کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے براہِ مہربانی وزٹ کریں www.ifrro.org۔

ISBN: 978-92-2-035621-0 (Web PDF)

Also available in [Bangla]: 978-92-2-035622-7 (Web PDF)

[Dhivehi]: 978-92-2-035623-4 (Web PDF)

[Sinhala]: 978-92-2-035624-1 (Web PDF)

[Nepalese]: 978-92-2-035625-8 (Web PDF)
[Urdu]: 978-92-2-035626-5 (Web PDF)

خلاصہ

پس منظر کے اس نوٹ میں باوقار کام کے تناظر سےجنوبی ایشیا (افغانستان، بنگلادیش، بھارت، مالدیپ، پاکستان اور سری لنکا) میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ان محنت کشوں میں وہ لوگ شامل ہیں جو متعفن گڑھے اور ٹینک صاف کرتے ہیں، فضلہ اٹھاتے ہیں،گندے پانی کی نکاسی کی نالیوں کی دیکھ بھال اور ٹریٹمنٹ پلانٹ میں کام کرتے ہیں۔صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے باوقار کام کو درپیش چیلنجوں کے حل کے حوالے عالمی ادارہ محنت کی متعلقہ قانونی دستاویزات کا خلاصہ بھی اس نوٹ میں شامل کیا گیا ہے۔اس نوٹ میں شامل معلومات ڈیسک ریسرچ اور اس کے ڈیٹا سے حاصل شدہ ہے۔اس میں موجود مواد کوعالمی ادارہ محنت کی جانب سے جنوبی ایشیا میں صفائی کا کام کرنے والےمحنت کشوں کے باوقار کام کے سہ طرفی نمائندوں کےورکشاپ میں شرکت کرنے والوں کے لیےکافی ہونا چاہیئے (11 سے 13 اکتوبر 2021)

ورکشاپ کا مقصد

اس ورکشاپ کا مجموعی مقصدقومی اور ذیلی علاقائی اقدامات کے ذریعے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو تسلیم کرنا، باضابطہ بنانا اور منظم کرنے کے ساتھ ساتھ پا ئیدار ترقیاتی اہداف 6 اور 8 کے حصول میں کردار ادا کرناہے۔

صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے حالاتِ کار کو بہتربنانے اور سماجی مکالمہ میں ان کو شریک کرنےکے لیے،ورکشاپ کے نتائج قومی اور ذیلی علاقائی پالیسی/حکمتِ عملی کے سلسلے میں شراکتداروں کو فعال کرنے کے مشترکہ اقدامات کے لیے باہمی کام کو مضبوط بنانے اور نئے خیالات کی ترویج میں معاون ہونگے ۔

صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے کام کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے والے متعلقہ بین الاقوامی معیاروں کے اطلاق سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے شماریات جمع کرنے، محنت کشوں میں اموات اور ان کے خلاف امتیازی سلوک میں کمی لانے میں مدد ملے گی۔ محنت کشوں کے حالاتِ کار کے پروگراموں کو فروغ دینے سے مندرجہ ذیل اہداف کے حصول میں مدد ملے گی۔

مخصوص اہداف:

1. صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو درپیش مسائل اور متعلقہ بین الاقوامی محنت کے معیاروں کے حوالے سے عالمی ادار محنت کے شراکت داروں (محنت کی وزارتوں، آجروں اور محنت کشوں کے نمائندوں) اور مینجرز کی صلاحیت اور علم کو بہتر بنانا۔
2. قومی صحت و صفائی کے حصّہ کے طور پر جائے کار کی پالیسیوں یا پروگراموں کی تیاری اور اطلاق کے حوالے سے شراکتداروں کی تفہیم کو بہتر بنانا۔
3. ورکشاپ میں نشاندہی کردہ مسائل کو حل کرنے کے لیے قومی یا ذیلی علاقائی ممکنہ اقدامات کے بارے میں بات چیت کرنے کے لیے کسی پلیٹ فارم کی تشکیل۔
4. صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو تسلیم کرنے، باضابطہ بنانے اور منظم کرنے کے لیے قومی اور ذیلی علاقائی حکمتِ عملیاں اور شعبہ جاتی منصوبوں کی تیاری کے سلسلےمیں محنت کی وزارتوں، صحت اور صفائی کی ذمہ داروزارتوں اور عالمی ادارہ محنت کے خصوصی شراکتداروں(آجر اور اجیر) کی علاقائی اور قومی شراکتداروں کو ایک دوسرے سے ملنے ملانے اور شراکتِ کار میں سہولت فراہم کرنا۔
5. مستقبل میں کام کی بنیاد کے لیے صحت وصفائی میں لچک پیدا کرنا اور COVID-19 کے بعد "بہتر تعمیرِنو" کا منصوبہ۔

بحث ومباحثہ کے لیے موضوعات:

1. صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو درپیش بڑے خطرات کیا ہیں اور ان خطرات کو کم کرنے سلسلے میں حکومتوں کو کس قسم کے بڑے چیلنجز کا سامنا ہے اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے حوالے معلومات میں کمی کہاں پائی جاتی ہے؟
2. ان خطرات اور چیلنجز کو حل کرنے کے لیے حکومتوں اور سماجی شراکتداروں نے کون سے اقدامات اٹھائے ہیں؟
3. ان چیلنجزکو حل کرنے کے لیے قومی اور علاقائی سطح پر کون سے اقدامات موجود ہیں؟

اظہارِ تشکر

یہ موجودہ مطالعہ جواہرلال یونیورسٹی کے پروفیسر ایمریٹس سخادیو تھوراٹ نے تیار کیا ہے۔الیت وین لیورکی زیرِ ہدایات عالمی ادارہ محنت کے سیکٹورل پالیسیز ڈپارٹمنٹ نے اس میں معاونت فراہم کی ہے۔ مصنف مدد فراہم کرنے پر عالمی ادارہ محنت میں کام کرنے والے اپنے ساتھیوں کاشکریہ اداکرتاہے، جن میں محترم کارلوس کیریئون کریسپو، محترمہ نیہا ودھون، محترم پیٹر بوویمبو، ڈاکٹر سیوشی کاواکامی اور محترمہ سدھپتا بھدراشامل ہیں ۔جنوبی ایشیا میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے بارے میں اپنے تجربات بتانے کے حوالے مصنف بنگلہ دیش کے محترم ذاکر حسین، نیپال کے محترم بھکتا بسواکرما، نیپال کے محترم پرادیپ پاریار، پاکستان سے محترمہ میری جیمز گل،بھارت سے محترمہ بیزوادا ولسن اور سری لنکا سے پروفیسر تیودور سلوا کاخصوصی شکریہ ادا کرتاہے۔ڈیٹا کا جائزہ لینے اور رپورٹ تیار کرنے کے سلسلے میں مصنف انڈین اسٹڈیز آف دلت اسٹڈیز سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ونود مشرا اور ڈاکٹر خالد خان اور قیمتی آرا سے نوازنے والے جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر امت تھوراٹ کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتا ہے۔

فہرستِ مندرجات

- جنوبی ایشیا میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے مستقل مسائل کو حل کرنے کے لیے درپیش چیلنجز اور پالیسیاں----
- مسئلہ: مستقل طور پر ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنا - فضلہ ٹھکانے لگانے کا کام-----

- مسائل اور اہداف---
- ڈیٹا بیس ----
- ہاتھوں سے صفائی کے کام کا حجم: تعداد کا تخمینہ----
- جنوبی ایشیا میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کش کاخاکہ----
- روزگار/محنت کشوں کے سروے کے اعدادوشمار کی محدودیت----
- معاشی عدم تحفظ: غیر رسمی کام کی کثرت----
- صحت کو درپیش خطرات: بیماری ، زخمی ہوجانا اورہلاکت----
- توہین، امتیازی سلوک اور بے حسی----
- آئینی اور قانونی دفعات------
- عالمی ادارہ محنت کے کنوینشنز کی توثیق----
- نئے آنے والے چیلنجز اور آگے بڑھنا----

جنوبی ایشیا میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے مستقل مسائل کو حل کرنے کے لیے درپیش چیلنجز اور پالیسیاں

سکادیوتھوراٹ

مسئلہ: مستقل طور پر ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنا - فضلہ ٹھکانے لگانے کا کام

صفائی کا کام کرنے والے محنت کش صحتِ عامہ کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دیتے ہیں۔ جس میں انسانی فضلہ ، گھریلو کوڑاکرکٹ اور دوسرے قسم کے کچرے کی صفائی شامل ہے۔صفائی ستھرائی کی مکمل خدمت صفائی کاکام کرنے والے محنت کش ہی انجام دیتے ہیں۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کش صرف بیت الخلا اور گندے پانی کے گڑھے اور ٹینک ہی صاف نہیں کرتے ، بلکہ وہ بند پڑی ہوئی گندے پانی کی نالیاں اور مین ہول بھی کھولتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ فضلہ اٹھاتے ہیں،گندے پانی کی نکاسی کی نالیاں صاف کرتے ہیں اور گندے پانی کی ٹریٹمنٹ کے پلانٹس پر کام بھی کرتے ہیں۔صفائی کا کام کرنے والے ایسے محنت کش جو بغیر کسی ذاتی حفاظتی سازوسامان کے خشک بیت الخلا صاف کرتے ،پاخانہ اٹھاتے ، انسانی فضلہ سے بھرے ہوئے گڑھے یا متعفن ٹینک صاف کرتے یا بند نالیاں کھولتے ہیں، ان کی صحت اور زندگی کو ان محنت کشوں کے مقابلے میں خطرہ زیادہ ہوتاہے، جو یہ تمام کام مناسب سازو سامان، مشینوں اور حفاظتی کپڑوں کے ذریعے انجام دیتے ہیں۔

جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی بہبود کے حوالے سے سنجیدہ نوعیت کے خدشات اس لیے بھی پائے جاتے ہیں کہ یہاں پر ہاتھ سے صفائی کا کام اپنی بدترین صورت میں مستقل طور پر موجود ہے۔ اس سے انسانی وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے، صحت کے لیے خطرات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے لیے معاشی عدم تحفظ کی صورتحال پیدا ہوجاتی ، جس کے نتیجے میں وہ معاشی طور پر غریب رہ جاتے ہیں۔

جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا تعلق ایک مخصوص سماجی ڈھانچے سے ہے۔جس کے باعث کم و بیش تمام جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کاکام اور صفائی کرنے والے محنت کش ایک مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے نظر آتے ہیں۔ روایاتی طور پر جنوبی ایشیا کے اکثر ممالک بلخصوص بھارت، نیپال، بنگلا دیش ، پاکستان اور سری لنکا میں صفائی کا بیشتر کام ہندوؤں کی ایک نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے محنت کش کرتے ہیں، جنہیں اچھوت بھی کہاجاتاہے اور ان کے آباؤاجداد نے عیسائیت، اسلام اور سکھ مت اور بدھمت اختیار کرلیا تھا(واٹرایڈ 2020؛عقیل اور جان 2019؛برنگٹن 2021؛تودور سلوا ایضاً 2009؛کینی اور کینی 2020) اس چیز کے عام ہونے سے ان ممالک میں صفائی کے پیشے کو ایک مخصوص صورت مل گئی۔ لہٰذا ذات اور صفائی کے پیشے کو برا سمجھنے میں ایک تعلق ہے۔ صفائی کے پیشے کو بُرا سمجھنے جانے کے پیچھے ہندوؤں میں ذات برادری کے نظام کی روایت موجود ہے۔ ہندؤں میں ذات پات کا نظام انسانوں کو پانچ انتہائی غیرمساوی سماجی گروہوں میں تقسیم کرتاہے ۔ ہر ذات کا سماجی رتبہ اور پیشہ موروثی ہوتاہے اور پیدائش کے ساتھ ہی طے ہوجاتاہے۔ ذات پات کی درجہ بندی میں سب سے نچلی سطح پر موجود لوگوں کو "گندہ اور پلید کرنے والا" سمجھا جاتاہے ،لہٰذا ان کے پیشوں کو بھی ویسا ہی سمجھا جاتاہے۔ ذات پات کے روایتی قواعد کے تحت ان لوگوں کو "اچھوت" سمجھا جاتاہے۔

"لہٰذا بھارت میں ایک شخص اپنے کام کے باعث صفائی کا کام کرنے والا محنت کش نہیں ہے۔ چاہے وہ صفائی کا کام کرتا ہو یا نہیں وہ پیدائشی طور پر صفائی کرنے والا محنت کش ہوتاہے۔"(2011 میں رویچندرن میں امبیڈ کر بی آر)۔

لہٰذا پیشہ ورانہ گندگی اور پلیدی کے لحاظ سے اس کا درجہ سب سے پست تر ہے(جوشی اور فیرن2007)۔[1]صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو صرف اس لیے ہی کم ترنہیں سمجھاجاتا کہ وہ اچھوت ہیں، بلکہ ان کو اس لیے بھی کم تر سمجھا جاتاہے کہ وہ "پلید کرنے والا" کام کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا سماجی رتبہ اور وقار کم ترین سطح پر چلے جاتے ہیں۔ [2]حالانکہ بھارت میں قانونی طور پر اچھوت پن اور پیشہ ورانہ پلیدی کو غیرقانونی قرار دے دیا گیا ہے ، لیکن اس کے باوجود ان ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو سماجی اور جسمانی طور پر دور رکھا جاتاہے اور ان سے نفرت کی جاتی ہے۔ لہٰذا جنوبی ایشیا کے وہ ممالک جہاں مذہبی اور سماجی اثرات کے باعث صفائی کے کام کو گندہ اور پلید کرنے والا سمجھا جاتاہے ، وہاں کسی نہ کسی درجے میں ذات پات کی روایت پروان چڑھ رہی ہے۔صفائی کے کام کو مذہبی بنیادوں پرگندہ اور پلید تصور کیا جاتاہے ، یہی سبب ہے کہ اس کے ساتھ جڑے ہوئے منفی جذبات کو ختم کرنا

[1]دیپک جوشی اور سوزن فیرن نے تجزیہ کیا کہ: 'چونکہ ہندومذہب اور کلچر میں پاکیزگی کی رسوم کو مرکزی اہمیت حاصل ہے لہٰذابھارت میں گندگی اور پلیتی کو ہندومت کے منافی سمجھاجاتاہے ہندومذہب اور کلچر میں فضلہ اور گندگی کو گھرکے ماحول سے زیادہ سے زیادہ دور لے جانا ضروری ہے اور سمجھا جاتاہے کہ جو لوگ سب سے زیادہ گندے اور پلیت ہیں اور جن کا تعلق نچلی ترین ذات سے یہ کام لازمی طور پر ان کو ہی انجام دینا چاہیئے۔'(2015 صفحہ 24)۔

[2]روی چندرن امبیڈکر کا قول نقل کرتے ہیں کہ 'یہ بالکل عیاں ہے کہ ہندوں شاستروں اور ہندوں تصورات کے مطابق اگر کوئی برہمن بھنگی کا کام کرے تو اس میں وہ کمیاں اور کوتاہیاں پیدا نہیں ہوسکتیں جو ایک پیدائشی بھنگی میں ہوں گی۔ لہٰذا بھارت میں ایک شخص اپنے کام کے باعث بھنگی نہیں ہے ۔ایک شخص چاہے بھنگی کا کام کرے یا نہ کرے وہ پیدائشی بھنگی ہوتاہے۔'

انتہائی مشکل ہے۔ لہٰذا ، ہاتھ سے کئے جانے والے صفائی کے کام کے خاتمے کے لیے دیگر چیزوں کےعلاوہ صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں ، بلخصوص ایسے صفائی کا کام کرنے والے محنت کش جو یہ کام اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں ان کےحوالے سے اونچی ذات یا مراعت یافتہ طبقے کے رویہ اور سوچنے کے انداز میں تبدیلی لانا بھی ضروری ہے۔

"چونکہ ہندومذہب اور کلچر میں پاکیزگی کی رسوم کو مرکزی اہمیت حاصل ہے لہٰذابھارت میں گندگی اور پلیدی کو ہندومت کے منافی سمجھاجاتاہے ۔ ہندومذہب اور کلچر میں فضلہ اور گندگی کو گھرکے ماحول سے زیادہ سے زیادہ دور لے جانا ضروری ہے اور یہی سمجھا جاتاہے کہ جو سب سے زیادہ گندے اور پلید ہیں اور جن کا تعلق نچلی ترین ذات سے ہے یہ کام لازمی طور پر ان کو ہی انجام دینا چاہیئے"(جوشی، دیپا اور فیرن ، سوزن۔ 2007)

ذات پات اور اچھوت پن کا جو سب سے توہین آمیز نتیجہ نکلا ہے وہ صفائی کے کام کو گندہ اور پلید کرنے والا سمجھنا اور صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کے وقار کو ٹھیس پہنچانا ہے۔ اس کے علاوہ ہاتھ سے صفائی کا کام کرنے کے والوں کو اسی طرح کے دیگر مضر چیزوں کا بھی خطرہ رہتاہے۔ اس پیشے کو اختیار کرنے والوں کی صحت، زندگی ، معاشی تحفظ اور بہبود کو بہت زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور جنوبی ایشیا کی حکومتوں میں اس حوالے سے بہت زیادہ تشویش پائی جاتی ہے۔

صفائی کا کام کرنے والے اکثر محنت کش ذاتی حفاظت کرنے والے سازوسامان کے بغیر ہی اپنا کام کرتے ہیں ، جس کے باعث ان کے لیے پیشہ ورانہ اور ماحولیاتی خطرات میں اضافہ ہوجاتاہے اور ان میں کئی طرح کی بیماریاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں(واٹرایڈ2009)۔ گندی نالیوں اور متعفن ٹینک صاف کرتے ہوئے ،خطرناک ماحولیات میں مضر حیاتیاتی اور کیمیاوی موادوں کے ساتھ براہِ راست کام کرنے سےشدید زخمی ہونے یا جان کے ضایع ہونے کاامکان بھی ہوتاہے۔ مغربی ممالک میں گندے پانی اور فضلہ براہِ راست انسانی ہاتھوں کے بجائے مشینوں کے ذریعے ہی صاف کیا جاتاہے۔

صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا معاشی عدم تحفظ کا مسئلہ بھی تشویش کا باعث ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو باضابطہ طور پر صفائی کا کام کرنے لیے ملازمت کرتے ہیں۔ایسے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے جو سرکاری اور نجی شعبہ کے علاوہ گھروں اور دیگر مقامات پر سماجی یا صحت کے تحفظ کے بغیر غیر رسمی معیشت میں کام کرتے ہیں۔ غیررسمی معیشت میں کام کرنے والے صفائی کرنے والے محنت کشوں کو دیگر لوگوں کے مقابلے میں صحت کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔ تاہم ملازمت کے بہت زیادہ غیررسمی ہونے کے باعث ان کے لیے بچاؤ اور علاج معالجے کی خدمات کے حصول کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی(مندرN2014؛ عالمی ادارہ محنت 2013)۔غیررسمیت کے باعث ان کی ملازمت بھی غیریقینی کا شکار ہوتی ہے، جس کے باعث وہ معاشی عدم تحفظ کا شکار ہوجاتے ہیں ،نتیجتاً ان میں انسانی ترقی کا عنصر بھی کم پایاجاتاہے(تھوراٹ 2009, 2010؛بوروآ ایضاً 2015؛ رماہا 2015)۔جب ایک مخصوصی سماجی طبقہ صفائی کے کام پر انحصار کرنے لگتا ہے تو اس سے متبادل روزگار کے مواقعے بھی کم ہوجاتے ہیں ، کاروباروں اور رسمی ملازمت کے حصول میں ذات پات کا امتیازی سلوک حائل ہوجاتاہے؛ماضی کے تعصب کی یہ میراث آج بھی موجود ہے۔

اس پیشے سے وابستہ ہاتھ سے کام کرنے والے صفائی کے محنت کشوں کے وقار، صحت ، زندگی، مالیاتی تحفظ اور بہبود کو پہنچنے والے نقصان کو نظرمیں رکھتے ہوئے، جنوبی ایشیا کے ممالک کی حکومتوں نے صفائی کے محنت کشوں کے مسائل حل کرنےکے لیے اپنے اپنے آئین ، قوانین اور پالیسیوں میں تحفظ فراہم کیا ہے۔ ان اقدامات کے باعث ہاتھ سے صفائی کے کام میں بہت

زیادہ کمی دیکھی گئی ہے۔ تاہم، کچھ صورتوں میں مثلاً خشک بیت الخلا، نالیاں، مین ہول اور متعفن ٹینک کو صاف کرنے یا گندے نالوں سے کچھر ہ نکالنے کے جیسے کام ہاتھ سے کئے جا رہے ہیں(جوشی ایضاً 2007؛کینی ایضاً 2020؛ عقیل اور گل 2019؛ ذاقوت ایضاً 2021؛ تودور سلوا ایضاً 2009)۔

مسائل اور مقاصد

صحت کےلیے مضر اور ہاتھ سے صفائی کے کام کی مستقل موجودگی کے باعث، اس مقالہ میں جنوبی ایشیا کے ممالک میں ہاتھ سے صفائی کے کام کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیاہے۔ اس میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی موجوصورتحال، ان کو درپیش چیلنجز اور جنوبی ایشیا کے ممالک بشمول افغانستان، بنگلادیش، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کی جانب سے ان مسائل کوحل کرنے کے لیے پالیسیوں میں جو ضروری اصلاحات کی گئی ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔مخصوص اہداف یہ ہیں:

- صفائی کا کام کرنےوالوں اور ان میں بھی ہاتھ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے مجموعی حجم کا جنس ، ذات اور مذہب کی بنیاد پر تخمینہ لگانا؛
- صفائی کا کام انجام دیتے ہوئے صفائی کرنے والے محنت کشوں کی صحت اور زندگی کو جن خطرات کا مسلسل سامنا رہتاہے ان کو سمجھنا؛
- سماجی اور معاشی میدانوں میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو جن خراب معاشرتی رویوں اور امتیازی سلوک کا سامنا ہوتا ہے ان کی نوعیت کو سمجھنا؛
- صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کے کام کی نوعیت، ملازمت کی غیررسمیت اور سماجی تحفظ کا مطالعہ کرکےان کو درپیش مالیاتی عدم تحفظ کا مطالعہ کرنا؛
- صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے حوالے سے آئین، قانون اور پالیسیوں میں موجودفعات کی تفہیم اور یہ سمجھنا کہ بین الاقوامی معاہدات سے ان کی مطابقت کس حد تک ہے؛
- آخر میں قوانین، رہنمااصولوں اور حقیقی عمل کے درمیان پائے جانے والے خلا کی نشاندہی کرنا اور پالیسیوں میں اصلاحات کی نشاندہی کرنا۔

ڈیٹا بیس

جس حد تک ممکن ہوسکا ہے، جائزے اور گفت وشنید میں ملازمت/افرادی قوت کے سروے سے حاصل کردہ سرکاری ڈیٹا کو ہی استعمال کیا گیا ہے۔جنوبی ایشیا کے ساتوں ممالک میں ملازمت اور محنت کے سروے مختلف اوقات میں کئے گئے ہیں ، تاہم ان میں زیادہ سے زیادہ تین برس کا فرق ہے جو 2017 اور 2020 کے ہیں۔ تجزیہ کے لیے ہاتھوں سے صفائی کے کام کے حوالے سے پہلے سے موجود مواد سے مدد حاصل کی گئی ہے۔

ہاتھوں سے صفائی کے کام کا حجم: تعداد کا تخمینہ

جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کش، بلخصوص ہاتھوں سے صفائی کرنے والے محنت کشوں کی تعداد کتنی ہوگی؟ کیا حکومت کے سرکاری ڈیٹا میں ان کا شمار بھی محنت کشوں کے طور پرہوتا ہے؟

سرکاری افرادی قوت/ملازمت کے سروے میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے زمرے کو شامل کیا جاتا ہے اور ا ن کے بارے میں کچھ ڈیٹا بھی فراہم کیا جاتاہے، تاہم اس ڈیٹا کی نوعیت ہر ملک میں مختلف ہے۔علاوہ ازیں ،ملازمت /محنت کے بارے میں سروے سے حاصل ہونے والا ڈیٹا بہت زیادہ محدود ہے۔ اس میں یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ صفائی کا کام ہاتھوں سے کیا جاتا ہےیا مشینوں کے ذریعے یا پھر دونوں کے میلاپ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں عام گندگی اور انسانی فضلہ کے درمیان بھی کوئی تفریق موجود نہیں ہے اور اس میں یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ تر اور خشک بیت الخلا ،انسانی فضلہ کے گڑھوں اور گندی نالیوں کی صفائی کے لیے خاکروبوں کی تعداد کتنی ہے۔لہٰذا اگر ہم ہاتھوں سے صفائی کے کام کی روک تھام کے اقدامات کرنا چاہیں تو اس حوالے سے ہمار ےپاس درست اعدادوشمارموجود نہیں ہیں۔

اس میں ہمیں نہ تو صفائی کا کام کرنے والے ان محنت کشوں کی تعداد کا پتہ چلتا ہے کہ جو مختلف طرح کے کام ہاتھوں سے کرتے ہیں اور نہ ہی ان کا پتہ چلتا ہے جو اپنے کام کے لیے مشینیں استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا، آخر میں ہمیں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی جو مجموعی تعداد ملتی ہے وہ لگ بھگ ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد کے برابر ہوتی ہے ، لیکن وہ بھی مکمل نہیں ہوتی۔

بھارت میں ملازمت کے حوالے سے نیشنل سیمپل سروےمیں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی جس تعداد کا تخمینہ لگایا ہے اس میں "کچرہ اٹھانے والے اور اس طرح کے کام کرنے والے محنت کش" شامل ہیں۔ جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک میں جو اس سے ملتے جلتے زمرے ہیں ان میں "کچرہ اٹھانے والے اور دیگر بنیادی کام کرنے والے" شامل ہیں۔ لہٰذا بھارت کے ملازمت کے سروے میں کچرہ اٹھانے والے اور اس طرح کے کام کرنے والے محنت کش اور جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے محنت کے سروے میں موجود کچرہ اٹھانے والے اور دیگر بنیادی کام کرنے والے تقریباً ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ان کا موازنہ کرنے کے لیے ہم نے ڈیٹامیں کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔کچرہ اٹھانے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو گاڑیوں میں کچرہ ایک سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں اور وہ بھی شامل ہیں جو کچرہ ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں اور اس کے علاوہ ان جیسا کام کرنے والے دیگر محنت کش مثلاً خاکروب (تر اور خشک بیت الخلا اور گندی نالیاں صاف کرنے والے) پانی بھرنے والے اور دیگر اس طرح کے محنت کش اس میں شامل ہیں۔ جنوبی ایشیا میں اس سے ملتا جلتا دوسرا زمرہ "کچرہ اٹھانے والے اور دیگر بنیادی کام کرنے والے" ہے، جس میں ایسے تمام محنت کش شامل ہیں جو کچرہ جمع کرنے، گاڑیوں میں ڈالنے، اتارنے اور گلیوں، پارکوں اور دیگر عوامی مقامات کی صفائی کرنے اور اس طرح کے دوسرے چھوٹے چھوٹے کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح سے یہ ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے کے قریب تر ہوجاتا ہے ، لیکن یہ پوری طرح ایسا نہیں ہے۔ ہم نے ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کش کا موازنہ کرنے والا تصور استعمال کیا ہے۔

جنوبی ایشیا میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کش کا خاکہ

ملازمت /محنت کے سروے کا جائزہ لینے اور بعض بنیادی مطالعات کو دیکھنے سے جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی بعض نمایاں چیزیں ابھر کر سامنے آتی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

أ. محنت کشوں کی مجموعی تعداد میں شرح فیصد کے لحاظ سےصفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد کم سے کم 0.094 سے لے کر 1.3 فیصد بنتی ہے۔تاہم بھارت، پاکستان اور سری لنکا میں، دیگر ممالک کے مقابلے میں ،غیرتقابلی تعداد زیادہ ہے۔

ب. بنگلادیش، سری لنکا اور افغانستان کے دیہی اور بھارت اور نیپال کے شہری علاقوں میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔

ت. صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی زیادہ تر تعداد ملک میں موجوداکثریتی مذہب سے تعلق رکھنے والوں سے ہے: بھارت اور نیپال میں ہندوں ہیں، بنگلادیش اور افغانستان میں مسلمان ہیں اور سری لنکا میں بدھ مت ہیں۔ تاہم پاکستان میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی اکثریت کا تعلق عیسائی مذہب یا پھر ہندوؤں کی دلت ذات سے جو ملک میں اقلیت ہیں۔

ث. جنوبی ایشیائی ممالک میں ذات پات اور مذہب کا اتصال بہت عام ہے۔ بھارت، نیپال ، پاکستان ، سری لنکا اور بنگلادیش میں صفائی کا کام کرنے والے ایسے محنت کشوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو پہلے اچھوت ہندو تھے اور بعد میں اپنا مذہب تبدیل کرکے سکھ مت، بدھ مت یا عیسائیت میں داخل ہوگئے۔

ج. مرد اور خواتین دونوں صفائی کا کام کرتے ہیں۔ تاہم، تما م ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے مرد محنت کشوں کی تعداد زیادہ ہے ،جبکہ بھارت، نیپال اور بنگلادیش میں خواتین کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ (شکل 3 ملاحضہ کریں)۔

ح. صفائی کا کام کرنے والے تقریباً تمام محنت کشوں کی عمریں 15 سے 59 برس کے درمیان ہیں ، تاہم بعض ممالک ، بلخصوص نیپال اور افغانستان میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی عمریں 60 برس یا اس سے زیادہ بھی ہیں۔

خ. جنوبی ایشیا ئی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی ایک بڑی تعداد غیرتعلیم یافتہ یا پھر کم پڑھی لکھی ہے۔تاہم اس طرح کے کم تعلیم یافتہ صفائی کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد افغانستان اور مالدیپ میں 80 اور 90 فیصد ، جبکہ بنگلا دیش اور پاکستان میں 61 سے 63 فیصد تک ہے۔ بھارت اور سری لنکا میں صفائی کا کام کرنے والے ایسے محنت کشوں کی تعداد زیاد ہے جنہوں نے ہائی اسکول تک تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ درحقیقت یہاں پر صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں میں سے دو فیصد بہتر تعلیم یافتہ ہیں۔

د. غیررسمی ملازمت کی نوعیت کے باعث ذیلی علاقائی صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کومعاشی عدم تحفظ کابہت زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ذ. بعض پہلوؤں کا ذکر ملازمت/افرادی قوت کے سرویز میں نہیں ملتا، تاہم بنیادی مطالعات سے ان پر روشنی ضرور پڑتی ہے۔صفائی کا کام محفوظ طریقوں سے انجام دیا جا رہا ہے، لیکن پھر بھی انسانی فضلہ، گندے پانی کے گڑھوں اور گندی نالیوں کی صفائی کا کام بڑے پیمانے پر ہاتھوں سے کیا جاتاہے اور ہمیں پوری طرح اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ہاتھوں سے کیا جانے والا کام کتنے بڑے پیمانے پر موجود ہے۔بعض بنیادی مطالعات سے اس بات کا عندیہ ملتا ہے کہ بھارت، پاکستان، بنگلادیش اور نیپال میں ہندؤں کی نچلی ذات سے تعلق

رکھنے والے سابق اچھوت جنہوں نے بعد میں عیسائیت،سکھ مت، بدھ مت اور اسلام قبول کرلیا تھا، کی ایک بڑی تعداد ہاتھوں سے صفائی کا کام انجام دیتی ہے۔

تمام ممالک میں جگہ، جنس، عمر ، سماجی اور تعلیمی پس منظر کے لحاظ سے صفائی کا کام انجام دینے والے محنت کشوں کی تعداد میں فرق ہے۔شکل 1 تا 4 میں مندرجہ بالا سات جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں اور مجموعی محنت کشوں میں ان کی شرح اور ان کے خصوصیات کو نمایاں کیا گیاہے۔

> سخت قانونی دفعات کے باوجود بھارت میں ہاتھ سے صفائی کاکام اس وقت بھی جاری ہے۔ ہاتھ سے صفائی کے کام کی ترتیب یہ ہے "عوامی گلیوں، اور خشک بیت الخلا سے انسانی فضلہ صاف کرنا، متعفن ٹینک، گٹر اور گندی نالیوں کی صفائی کرنا"۔ اس میں جو لوگ کام کرتے ہیں ان میں ذات پات، طبقے اور آمدنی کا فرق ہوتاہے۔ "جدید بھارت کے لیے یہ انتہائی شرمناک ہے کہ وہ 'ہاتھوں سے صفائی کے کام' کا مکمل خاتمہ کرنے میں ناکام رہا ہے، ملک میں اچھوتوں کے روزگار کا ذریعہ صرف یہ انتہائی توہین آمیز کام ہی ہے۔" (قومی کمیشن برائے صفائی کرم چاری 2020)

شکل 1: مجموعی محنت کشوں میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی شرح فیصد

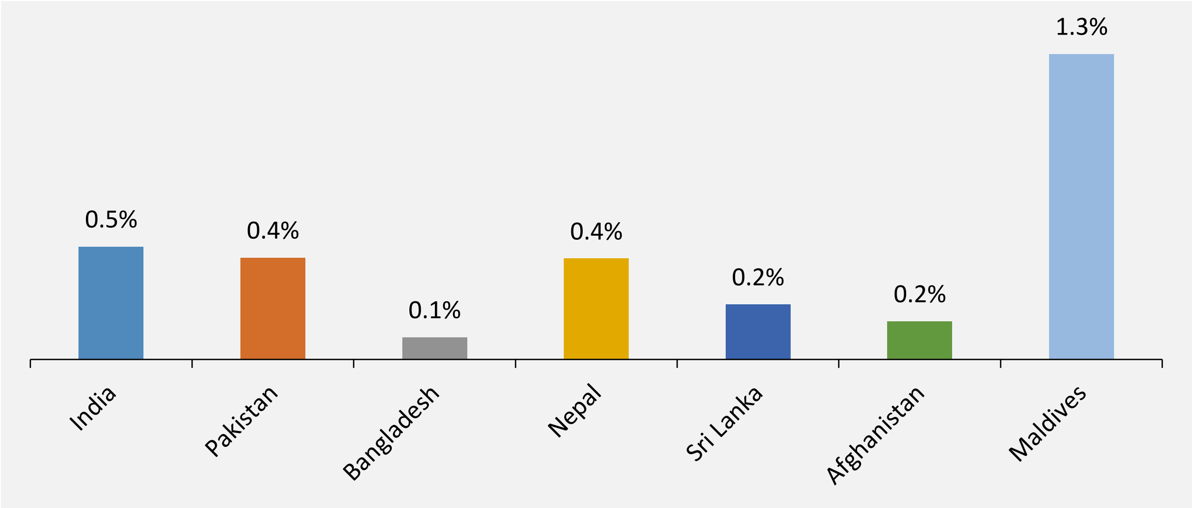

جہاں تک عمر کی تقسیم کا تعلق ہے ، صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی ایک بڑی تعداد کا تعلق 15 سے 45 برس سے تعلق رکھنے والے گروہ سے ہے، سوائے سری لنکا میں کہ جہاں جیساکہ شکل 2 میں بھی دکھایا گیا ہے صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کی عمر 46 سے 59 برس کے درمیان ہیں۔ اس کے علاوہ جنوبی ایشیا کے بعض ممالک میں 60 برس سے بڑی عمر کے افراد بھی صفائی کا کام کرتے ہیں اور یہ تعداد بنگلادیش اور سری لنکا میں نسبتاً زیادہ ہے۔

++

شکل2: عمر کے گروہ کے لحاظ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کش

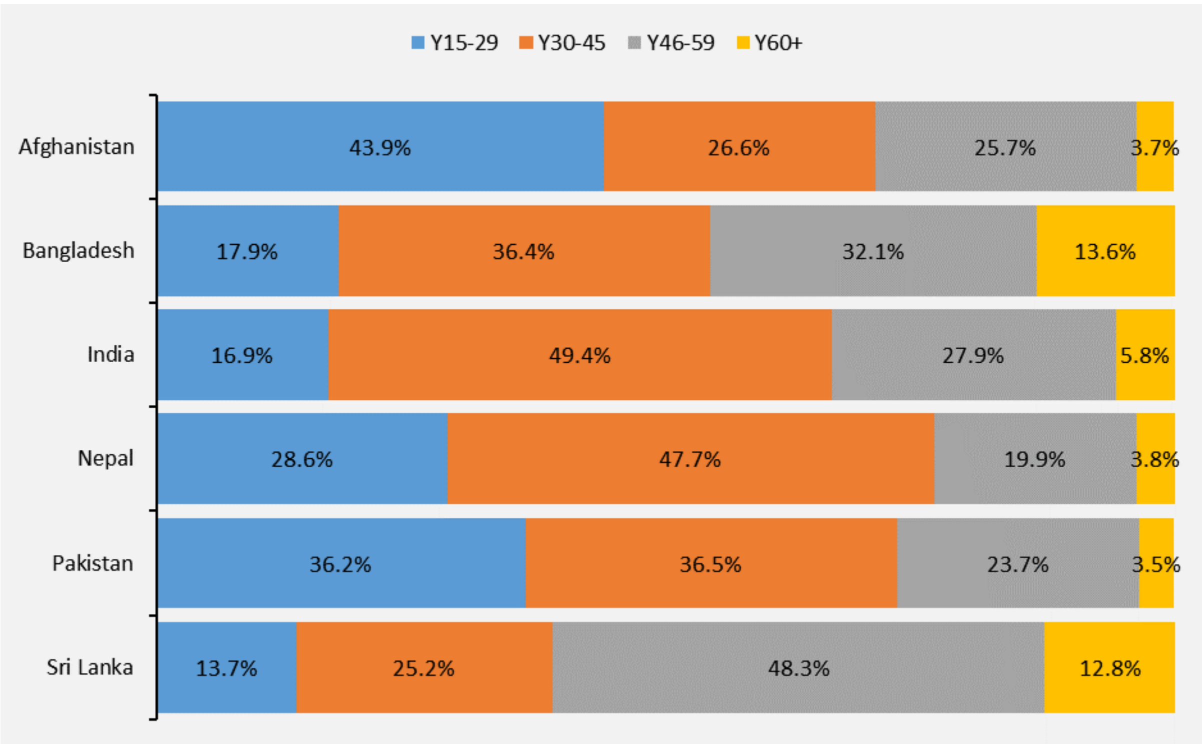

ذریعہ: ہر ملک میں کیا جانے والا افرادی قوت کا سروے

شکل 3: جنس کے لحاظ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی شرح فیصد

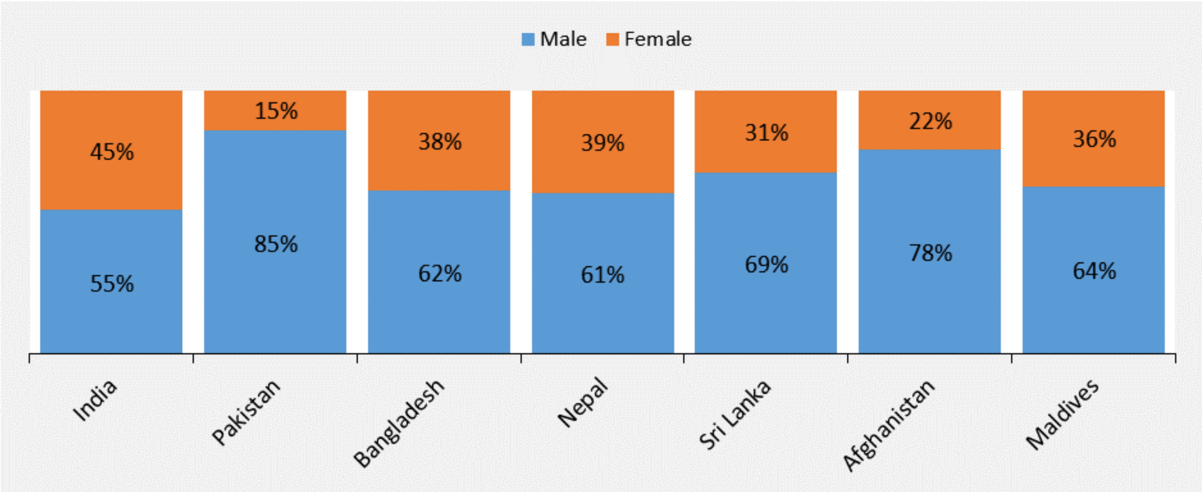

اشکال 1 تا 4 اور ٹیبل 1 کا ذرائع: افرادی قوت کا سروے ، بھارت، 2019-2020؛ افرادی قوت کا سروے، پاکستان 2018 ؛افرادی قوت کا سروے ، بنگلا دیش 2017؛ افرادی قوت کا سروے، نیپال 2017؛ افرادی قوت کا سروے، سری لنکا،2017 ؛افرادی قوت کا سروے، سری لنکا، 2020؛ افرادی قوت کا سروے مالدیپ، 2019

"مینوئل سینی ٹیشن ورکر ایکٹ کی سب سے زیادہ خلاف ورزی بھارتی ریلوے کی جانب سے کی جاتی ہے۔ اس کڑوی سچائی سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتاہے۔جو لوگ روزانہ ریل میں سفر کرتے ہیں ان کےمشاہدے میں یہ چیزیں آتی رہتی ہیں۔" (قومی کمیشن برائے صفائی کرم چارِی 2020)

جیساکہ مندرجہ ذیل ٹیبل میں دکھایا گیا ہے ، صرف بنگلادیش، بھارت، اور سری لنکا نے ہی صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کے مذہبی پس منظر کے بارے میں بتایا ہے۔

شکل 4: صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا مذہبی پس منظر: بنگلا دیش، بھارت اور سری لنکا

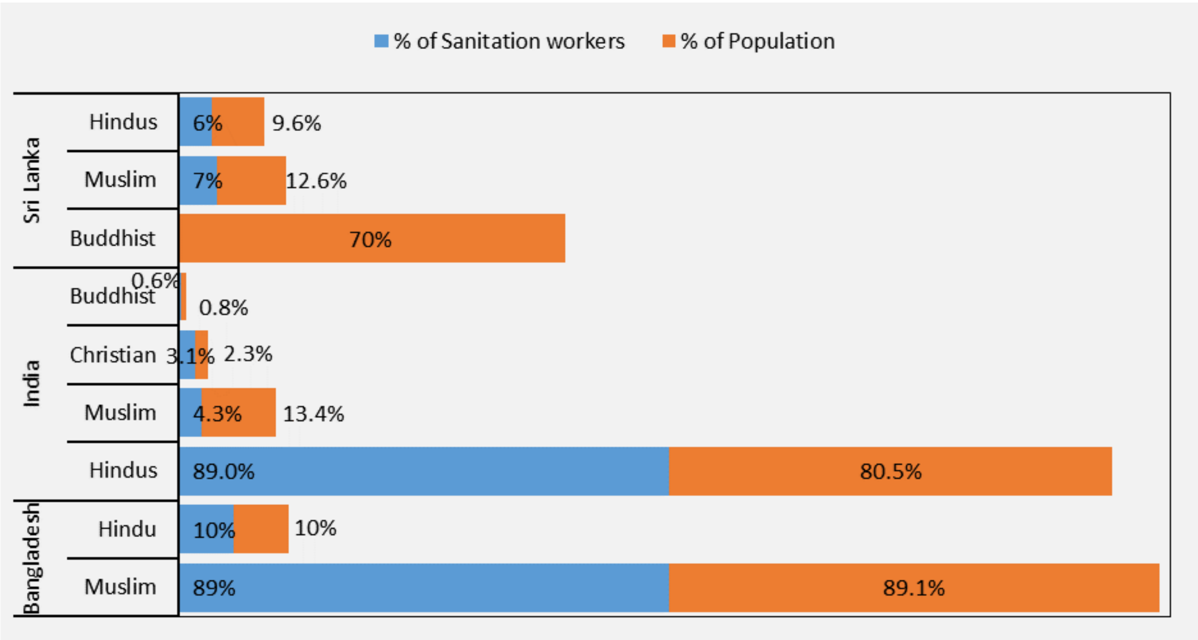

صرف تین ممالک یعنی بھارت، نیپال اور سری لنکا نے ہی اپنے اپنے ممالک میں موجود صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے ذات پات اور نسلی پس منظر کے بارے میں بتایا ہے: بھارت میں 2019/20 میں ملک کے صفائی کرنے والے محنت کشوں کی مجموعی تعداد میں سے تقریباً 60 فیصد کا تعلق نچلی ذات سے تعلق رکھنے والوں کا تھا، یہ اس لحاظ سے بہت زیادہ ہے کہ ملک کی

مجموعی آبادی میں ان کی تعداد 16 فیصد ہے۔صفائی کے کام میں واضح طور پر ذات پات اور مذہب کا اتصال نظر آتا ہے۔ صفائی کا کام کرنے والے زیادہ تر ہندوؤں کا تعلق نچلی ذاتوں سے ، جنہیں اچھوت کہا جاتا تھا۔ اچھوتوں کی ایک بہت بڑی تعداد جنہوں نے خود سے ذات پات کا کلنک کاٹیکہ مٹانے کے لیے سکھ مت، بدھ مت اور عیسائیت اختیار کرلی تھی ، وہ بھی آج تک صفائی کا کام ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا ہندو مت سے بدھ مت، سکھ مت اور عیسائیت اختیار کرلینے کے باوجود بھی بڑے پیمانے پر ان کا پیشہ وہی صفائی کرنے والا ہی ہے۔ چونکہ اس کو "پلید کرنے والا" سمجھا جاتاہے، لہٰذا صفائی کرنے والے محنت کشوں کو یہ کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ شرم ناک عمل بڑی ڈھٹائی سے آج بھی جاری ہے، چاہے پہلے یہ کام دلت ہندو ہوکر کیا جاتا ہو یا اب اچھوت سے بدھ مت، سکھ مت یا عیسائیت اختیار کرلینے کے بعد کیا جاتاہو۔ جیسا کہ عقیل اور گِل (2019: 1) نے پاکستان میں پایا کہ"بھارت میں صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کو جس طرح سماجی طور پر کم تر سمجھا جاتاہے، وہ چیز آج بھی پاکستان میں برقرار ہے اور یہاں پر ان کو "غیر مسلم" کہا جاتاہے ، بلخصوص پنجاب سے تعلق رکھنے والے عیسائیوں کو۔"

شکل 4: مذہب اور ذات پات کے نظام کے لحاظ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی شرح فیصد، بھارت

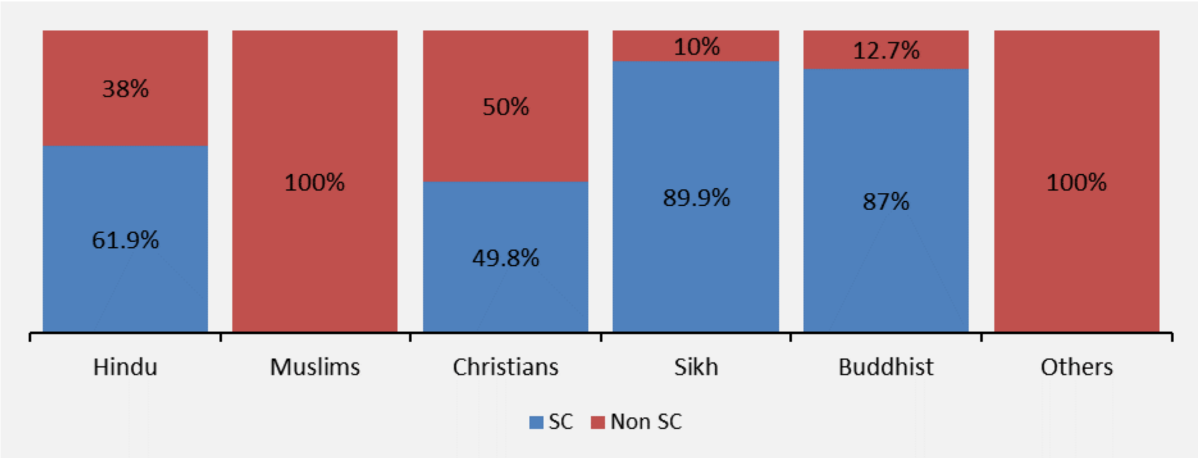

شکل 5: نسلی پس منظر کے لحاظ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کش، سری لنکا۔

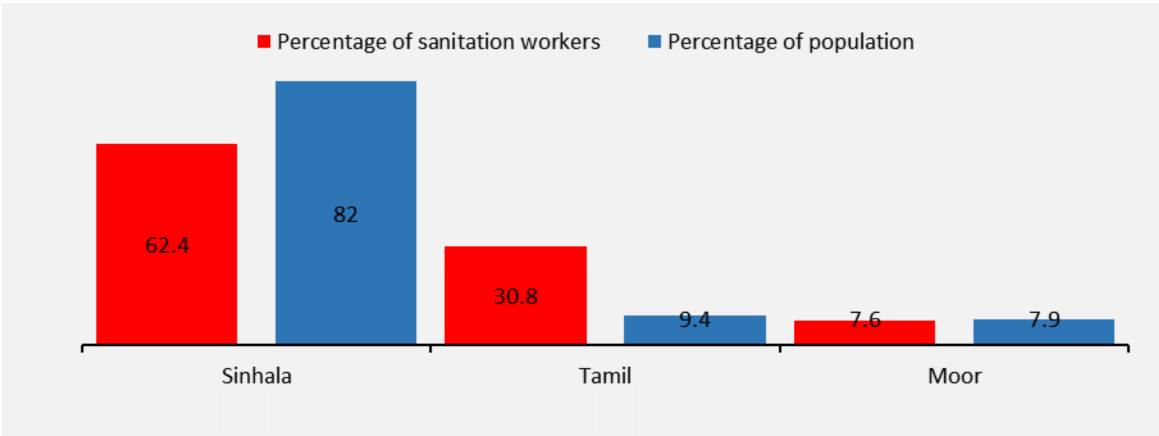

ذرائع: سری لنکا، افرادی قوت کا سروے

سری لنکا کے سروے میں صفائی کا کام کرنے والے والے تامل محنت کشوں کے ذات پات کے پس منظر میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

جنوبی ایشیا کے ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا تعلیمی پس منظر انتہائی پست ہے۔ ان ممالک مثلاً افغانستان، بنگلا دیش، مالدیپ اور پاکستان میں نصف سے زیادہ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں نے پرائمری تک بھی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔

شکل 6: تعلیمی سطح اور جغرافیائی لحاظ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی شرح

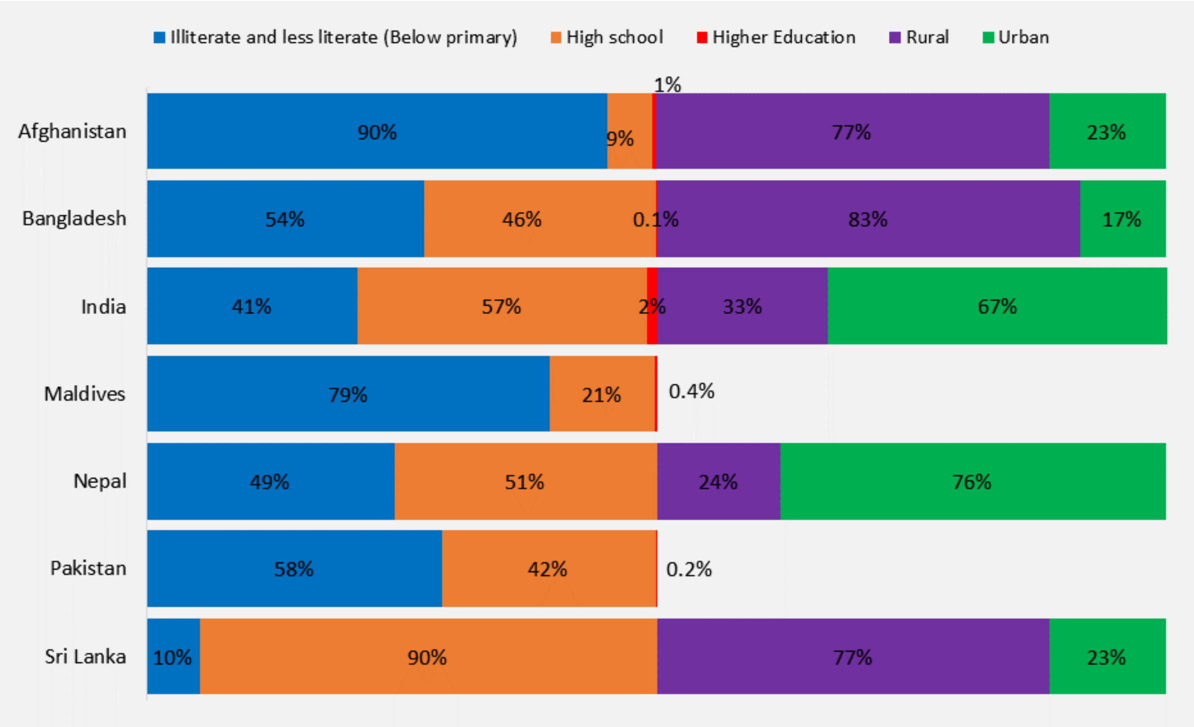

ذرائع:افرادی قوت کا سروے ، بھارت، 2019-2020؛ افرادی قوت کا سروے، پاکستان 2018؛افرادی قوت کا سروے ، بنگلا دیش 2017؛ افرادی قوت کا سروے، نیپال 2017؛ افرادی قوت کا سروے، سری لنکا،2017 ؛افرادی قوت کا سروے، سری لنکا، 2020؛ افرادی قوت کا سروے مالدیپ، 2019

تاہم، بعض ***ابتدائی مطالعات*** ان پہلوؤں کے بارے میں معلومات ضرور فراہم کرتے ہیں جنہیں ملازمت/افرادی قوت کے سرویز میں نظرانداز کردیا گیا ہے، تاہم اس طرح کا کام بہت کم ہواہے اور شواہد بھی بیانیہ ہیں۔اس مقالے میں ہم ہاتھوں سے صفائی کے کام کرنے والوں کی تعداد، صفائی کا کام کرنے والے لوگ جس قسم کا کام کرتے ہیں وہ، اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی جنس/ذات پات/مذہبی تقسیم تک ہی محدود ہیں۔

بھارت میں سرکاری سروے میں بتایا گیا کہ 18 ریاستوں کے 170 اضلاع میں 42,303 ہاتھ سے صفائی کام کرنے والے محنت کش موجود ہیں (قومی کمیشن برائے صفائی کرم چاری 2020)۔ اگر باقی ماندہ 548 اضلاع کو بھی اس میں شامل کرلیا جائے تو ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوجائے گا۔یہ تخمینہ بھی پوری طرح یقینی نہیں ہے، اس کو بھی ہر ضلع میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی یکساں تعداد کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اس تخمینے میں بھی ان محنت کشوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے جو ریل کی پٹڑیوں اور دیگر مقامات سے فضلہ صاف کرتے ہیں۔ قومی کمیشن برائے صفائی کرم چاری نے اپنی رپورٹ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ :" اس کڑوی سچائی سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا[فضلہ کی صفائی کا کام ہاتھوں سے کیاجاتاہے]، کیوں کہ یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتاہے۔"(منسٹری آف سوشل جسٹس اینڈ ایمپاورمنٹ 46 :2019)۔ ایسے کچھ دیگر مطالعات بھی ہیں کہ جن میں ان پہلوؤں

کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہے جن کی ملازمت کے سرے میں کمی ہے۔ دہلی میں موجود ایک غیر سرکاری تنظیم صفائی کرم چاری آندولن نے چار ریاستوں کی محض 36 بستیوں میں ایسی 1,139 خواتین کی نشاندہی کی ہے جو خشک بیت الخلا اور نکاسی کی کھلی نالیوں کی صفائی کا کام ہاتھوں سے کرتی ہیں۔ (صفائی کرم چاری آندولن 2018)۔ کام کی نوعیت کے لحاظ سے خواتین اس کام میں مختلف طریقے سے شرکت کرتی ہیں: کھلے نالوں ، ٹریٹمنٹ پلانٹ یا انسانی فضلہ کی صفائی کے کام میں خواتین شامل نہیں ہوتیں ، تاہم بیت الخلا صاف کرنے کا 95 فیصد کام؛ ریل کی پٹڑیوں سے فضلہ صاف کرنے کا 80 فیصد کام اور گلیوں میں جھاڑو دینے اور گندی نالیاں صاف کرنے کا تقریباً 50 فیصد کام؛ اور کمیونٹی اور پبلک ٹوائلٹ صاف کرنے کا 25 فیصد کام خواتین کرتی ہیں (بخشی 2018)۔ ذرائع میں گھریلو کام میں جنسی بنیادوں موجود تفریق نہیں بتائی گئی ہے۔

اسی طرح پاکستان میں بھی کچھ ایسے مطالعات کئے گئے ہیں جو ان پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں جن کو ملکی افرادی قت کے سروے میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ عیسائی ملک میں اقلیتی مذہبی گروہ ہے، تاہم صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں میں یہ سب سے بڑا مذہبی گروہ ہے۔ صوبہ سندھ میں کچھ مسلمانوں (جن کی اکثریت ہے) کے ساتھ ہندوؤں کی نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد صفائی کاکام کرتی ہے (انڈین انسٹی ٹیوٹ آف دلت اسٹڈیز 2008)۔ لہٰذا سابق اچھوت جو اب اپنا مذہب تبدیل کرکے،عیسائی ، سکھ یا حتیٰ کہ مسلمان بھی ہو گئے ہیں، آج بھی ملک میں صفائی کرنے والے محنت کشوں میں ان کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ 'نچلی ذاتوں' سے تعلق رکھنے والے افرادنکاسی کی نالیوں اور گندے نالوں کی صفائی کا کام کرتے ہیں۔ تازہ ترین سیمپل مطالعات سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں میں ذات پات اور مذہبی اتصال اور ان کی جانب سے ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے کی تصدیق ہوتی ہے(گِل 2020؛صدیقی 2020)۔

بنگلادیش میں کھلی جگہوں پر رفع حاجت تقریباً ختم ہوچکی ہے۔ تاہم، ملک کو اس وقت ٹوائلٹ اور بیت الخلا کے انسانی فضلہ کی غیراستعمال شدہ جگہ اور غیرمحفوظ طور پر اس کو نکلانے اور ٹریٹمنٹ پلانٹ یا کچرہ پھینکنے والی جگہ پرلے جانے کے بہت بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ آج بھی بڑے پیمانے پر گندگی کے گڑھوں کو ہاتھوں سے ہی صاف کیا جاتا ہے۔ پہلے دورمیں گندگی کے گڑھوں کی صفائی اور گندگی کو اٹھانے کا کام نچلی ذات کے ہندو (ذاقوت ایضاً 2021)اور نچلی ذات سے تعلق رکھنے والےایسے لوگ کیا کرتے تھے جو اپنا مذہب تبدیل کرکے عیسائی یا مسلمان ہوگئے تھے۔ایک دوسرے سیمپل مطالعے میں دیکھا گیا کہ ڈھاکا شہر میں گندے گڑھوں کو بڑے پیمانے پر مشینوں کے بجائے ہاتھوں سے صاف کیا گیاتھا؛ اس کام میں جو لوگ شامل تھے ان کی اکثریت کا تعلق ہندؤں کی دلت ذات یا پھر ان لوگوں سے تھا جو پہلے اچھوت ہوا کرتے تھے۔اس طرح سے سیمپل مطالعہ بنگلادیش میں ہاتھوں سے صفائی کے کام کے دو پہلوؤں کو اجاگر کرتاہے: ہاتھوں سے صفائی کاکام،بشمول ہاتھوں سے گندے گڑھوں اور گندے نالوں کی صفائی اور اس طرح کا دوسرا کام اور اس کام میں ہندو دلتوں کی شمولیت(عالمی بینک 2019)۔

جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں سری لنکا میں صفائی کا نظام 95فیصد زیادہ بہتر ہے۔ اس کا بڑا سبب رفع حاجت کی جگہ پر بہتر صفائی اور دیہی علاقوں میں گڑھوں والے بیت الخلا میں بہتر تکنیک کا استعمال ہے(WSSCC and FANSA 2016b) ۔لیکن یہاں پر بھارت اور پاکستان کی طرح صفائی کا م زیادہ تر نچلی ذات کے ہندو (دلت) ہی کرتے ہیں۔ جن میں سےشہروں میں پریان ذات کے ہندوں گلیوں میں جھاڑو دیتے اور کچرہ صاف کرتے ہیں ، جبکہ چکھی ہار

ذات سے تعلق رکھنے والے پبلک ٹوائلٹ ، گندے پانی کی نالیاں اور نالے صاف کرتے ہیں (سلوا، تھینگز اور سواپ راگاسوام2009)۔

نیپال میں تقریباً 46 فیصد کنبوں نے بتایا کہ ان کے ہاں سہولیات میں بہتری آئی ہے - (WSSCC and FANSA 2016d)تقریباً 30 فیصد گھرانوں کے بیت الخلاگندے پانی کی نکاسی کے نظام سے منسلک ہیں جبکہ 48 فیصد کے پاس بیت الخلا اور متعفن ٹینک موجود ہیں۔ ان متعفن ٹینکس میں سے اکثر اچھے طریقے سے نہیں بنائے گئے ہیں اور ان متعفن ٹینکوں میں انسانی فضلہ کو درست طور پر ٹھکانے لگانے کا کوئی موزوں نظام بھی نہیں ہے۔ یہاں پر بھی نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے ہندو جو پہلے اچھوت تھے گندگی جمع کرنے، اٹھانے، لے جانے اور جھاڑو دینے کا کام کرتے ہیں (بنات اور میسن 2017؛ نیپال کنٹری رپورٹ، 2016)۔ 2014 کے ایک دوسرے مطالعے میں بھی نیپال میں صفائی کے کام کے حوالے سے ان چیزوں کی تصدیق ہوتی ہے (نیپال ملٹی انڈیکٹر کلسٹر سروے، 2014) -

مالدیپ میں ہونے والے مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس جزیرہ پر رہنے والے نصف کے قریب صفائی کرنے والے محنت کشوں کا تعلق مالدیپ سےجبکہ 25.7فیصد کا تعلق بھارت، 20 فیصد کا تعلق بنگلادیش اور تین فیصد کا تعلق سری لنکا سے ہے(ایڈم 2015)۔ یہاں پر صفائی کا کام کرنے والے محنت کش انتہائی خراب گندگی کے ماحول میں بھاری وزن اٹھاتے ہیں۔ محنت کش ممکنہ طور پر مضر مواد کو بھی غیرموزوں طریقے سے اٹھاتے اور ٹھکانے لگاتے ہیں ، جس میں طبی مواد اور ہاتھوں سے گندے نالوں کی صفائی بھی شامل ہے(WSSCC and FANSA 2016a) -

جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے اس میں ایک مطالعہ (2015) میں بتایا گیا کہ صفائی کی مجموعی سہولیات میں سے 75 فیصد سہولیات کو "بہتر بنایا گیا اور دیگر بہتریاں لائی گئیں"۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے بارے میں تفصیلات اور ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے بارے میں تفصیلی معلومات دستیاب نہیں ہے(WSSCC and FANSA 2016e) -

روزگار/محنت کشوں سے متعلق سروے کے اعدادوشمار کی محدودیت

حالانکہ مندرجہ بالا چیزیں جنوبی ایشیا کے ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد اور ان کے خصوصیات کے بارے میں بہتر معلومات فراہم کرتی ہیں ،تاہم اس کے باوجود یہ بہت زیادہ محدود ہیں۔ سرکاری ملازمت اور افرادی قوت کے سروے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے بارے میں انتہائی اہم پہلوؤں کو نظر انداز کردیتے ہیں۔ صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں کے لیے پالیسیوں کی تیاری اور ان کی نگرانی کے لیے ان چیزوں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ روزگار اور محنت کشوں کے سروائے مجموعی ڈیٹا فراہم کرتے ہیں اور ان میں الگ الگ کرکے یہ نہیں بتایا جاتا کہ کتنا کام ہاتھ سے کیا گیا اور کتنا مشین سے یا جس جگہ کام ہوا وہ عام کچرہ تھا یا انسانی فضلہ تھا، حالانکہ جنوبی ایشیا کے ممالک میں اس طرح کے کام انجام دینے والے تمام محنت کشوں کو صفائی کا کام کرنے والے محنت کش ہی تصور کیا جاتاہے۔ مثال کے طور بھارت میں پیشے کے لحاظ سےصفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو "کچرہ اٹھانے والے اور اس طرح کے کام کرنے والے محنت کش" کے زمرہ میں شامل کیا جاتا ہے اور "اس طرح کے کام کرنے والے محنت کش" میں خاکروب۔ جس میں خشک اور تر صفائی کرنے والے، نالیاں صاف کرنے والے شامل ہیں، تاہم NSS نے زمروں کے لحاظ سے ان محنت کشوں کے بارے میں نہیں بتایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی

درست تعداد معلوم کرنا بہت زیادہ مشکل ہورہا ہے۔ بھارتی NSS ملازمت کا سروے بھی خطرناک کام کرنے والے محنت کش کے بارے میں صنعتی لحاظ سے معلومات فراہم کرتاہے لیکن اس میں بھی یہ الگ الگ کرکے نہیں بتایا گیا کہ کون سا خطرناک کام ہاتھ سے اور کون سا مشین سے کیا جاتاہے۔

تقریباً یہی صورتحال جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کی بھی ہے۔ ہر ملک کے ڈیٹا میں مختلف قسم کی کمیاں پائی جاتی ہیں۔ مالدیپ اور پاکستان میں یہ الگ الگ کرکے نہیں بتایا گیا کہ صفائی کا کام کرنے والی کون سی افرادی قوت شہروں اور کون سی دیہی علاقوں میں کام کرتی ہے۔ اس طرح سے پاکستان، افغانستان اور مالدیپ میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو مذہبی بنیادوں پر الگ الگ کرکے نہیں بتایا گیا۔ مالدیپ نے اپنے ہاں کام کرنے والے صفائی کے محنت کشوں کی عمروں کے بارے میں بھی نہیں بتایا۔بھارت، نیپال اور سری لنکا کے علاوہ دیگر ممالک نے اپنے ہاں کاصفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کےذات پات اور نسلی تناظر کے بارے میں بھی نہیں بتایا۔

معاشی عدم تحفظ: غیر رسمی کام کی کثرت

ذیلی علاقے میں صفائی کاکام کرنے والے محنت کش بڑے پیمانے پر معاشی عدم تحفظ کا سامنا کرتے ہیں ، اس کا بڑا سبب جیساکہ ان ممالک کے ملازمت/افرادی قوت کے سرویز کے ڈیٹا میں بھی دکھایا گیا ہے یہ ہے کہ ان محنت کشوں کی ملازمت غیر رسمی ہوتی ہے(شکلیں 8 اور 9)۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے پاس سماجی تحفظ نہیں ہےاور اس کا سب سے بڑا سبب ان کے کام کا غیر رسمی ہونا ہے (شکل 8)۔

شکل 7: سرکاری اور نجی شعبوں میں ملازمت کرنے والے صفائی کرنے والے محنت کش

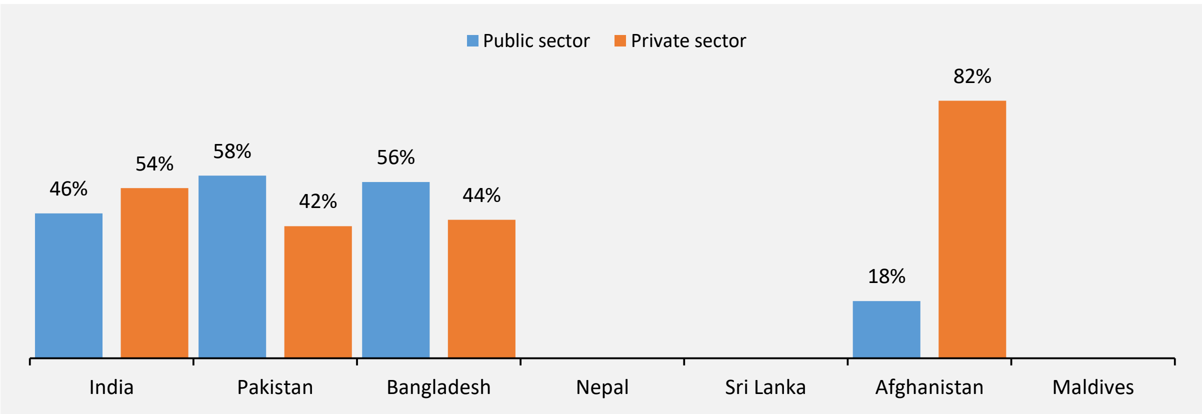

پاکستان اور بنگلادیش جیسے ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی اکثریت حکومت یا پھر نجی شعبہ میں ملازمت کرتی ہے، تاہم ان کو سماجی تحفظ حاصل نہیں ہوتا: افغانستان پر بھی یہ بات صادق آتی ہے ، جہاں سرکاری ملازمتیں بہت کم دی جاتی ہیں۔ اس سے سرکاری اور نجی شعبہ میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی غیررسمیت کے بڑھتے ہوئے رجحان کا بھی پتہ چلتا ہے۔حکومتی اور نجی شعبہ میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی بڑے پیمانے پر غیررسمیت کے باعث صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں میں معاشی عدم تحفظ بہت زیادہ بڑھ جاتاہے، جس سے ان کی آمدنی اور بہبود پر اثر پڑتا ہے۔

شکل 8: تحفظ کے فوائد کے بغیر بمقابلہ ملازمت کے معاہدے کے بغیر صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی شرح فیصد

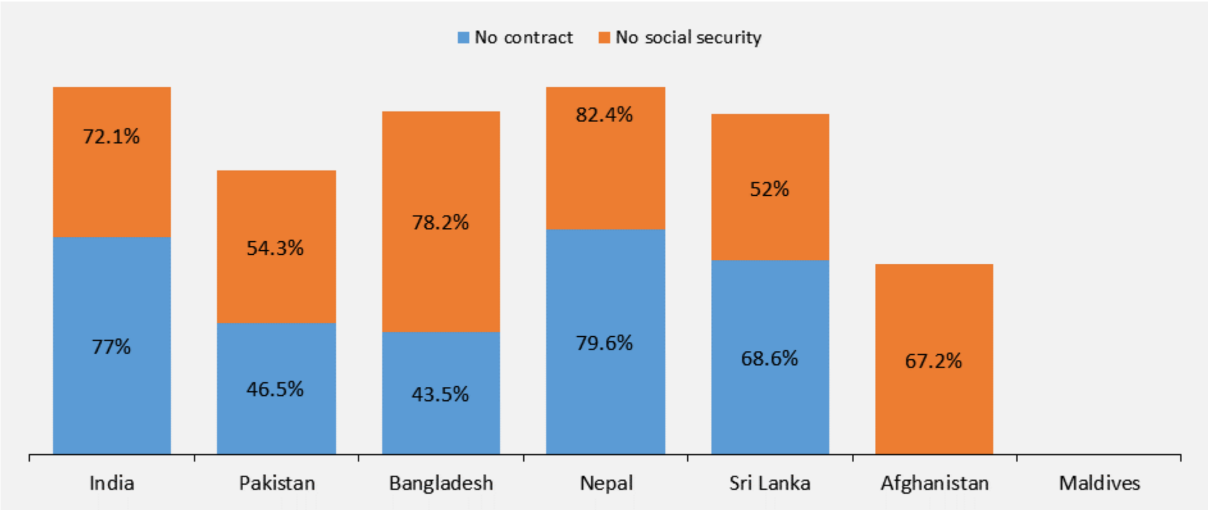

اشکال 4 اور 5 کا ذرائع:افرادی قوت کا سروے ، بھارت، 2019-2020؛ افرادی قوت کا سروے، پاکستان 2018؛افرادی قوت کا سروے ، بنگلا دیش 2017؛ افرادی قوت کا سروے، نیپال 2017؛ افرادی قوت کا سروے، سری لنکا،2017؛ افرادی قوت کا سروے، سری لنکا، 2020؛ افرادی قوت کا سروے مالدیپ، 2019

شکل 9: بغیر سماجی تحفظ کے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی مجموعی اور سرکاری شعبہ میں تعداد

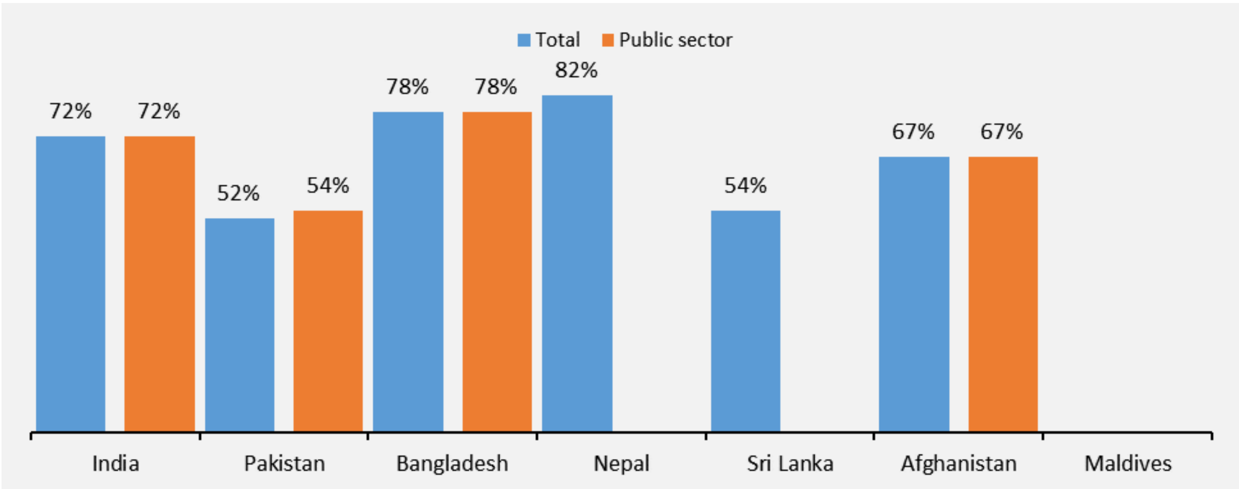

بعض بنیادی مطالعات صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی ملازمت کی نوعیت پر زیادہ بہتر انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔مثال کے طور پر بھارت میں تین طرح کے محنت کش ہیں: مستقل،کانٹریکٹ پر رکھے گئے اور آؤٹ سورس کئے گئے محنت کش۔ مستقل محنت کشوں کی اجرتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں، اس کے علاوہ ان کو دیگر فوائد بھی ملتے ہیں مثلاً بغیر تنخواہ کٹوتی کے چھٹی، طبی فوائد، پینشن، اور پروویڈنٹ فنڈ وغیرہ اور اس طرح فوائد کانٹریکٹ پر رکھے گئے یا آؤٹ سورس کئے گئے محنت کشوں کو نہیں ملتے۔ کانٹریکٹ پر رکھے گئے ملازمین ایک ہی طرح کی ملازمت میں مستقل ملازمین کی تنخواہوں کا نصف یا پھر ایک چوتھائی کماتے ہیں ۔بالکل ایک ہی طرح کی ملازمت میں مستقل ملازمین کے مقابلے میں آؤٹ سورس کئے گئے ملازمین ایک چوتھائی سے بھی کم کماتے ہیں (PRIA 2019)۔

ایک دوسرے مطالعہ میں دیکھا گیا کہ رسمی طور پر ملازم رکھے گئےمستقل صفائی کرنے والے محنت کش جو اجرتیں وصول کرتے ہیں وہ ایک غیر رسمی محنت کش کی اجرت سے تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہیں؛ لہٰذاغیررسمی محنت کش کو نہ صرف یہ کہ کم ادائیگی کی جاتی ہے بلکہ اس کے استحصال کا امکان بھی زیادہ ہوتاہے(عالمی بینک 2019)۔ یہی سبب ہے کہ عام ہاتھ سےصفائی کا کام کرنے والا محنت کش معاشی عدم استحکام اور کم آمدنی سے بہت زیادہ متاثر ہوتاہے۔

" رسمی طور پر ملازم رکھے گئےمستقل صفائی کرنے والے محنت کش جو اُجرتیں وصول کرتے ہیں وہ ایک غیر رسمی محنت کش کی اُجرت سے تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہیں؛ لہٰذاغیررسمی محنت کش کو نہ صرف یہ کہ کم ادائیگی کی جاتی ہے بلکہ اس کے استحصال کا امکانبھی زیادہ ہوتاہے"(عالمی بینک 2019)۔

پاکستان میں حکومت خود کو کسی قسم کی قانونی ذمہ داری سے بری الزمہ کرنے کے لیے صفائی کرنے والے محنت کشوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو 89دنوں کے لیے کانٹریکٹ پر ملازم رکھتی ہے۔ ان ملازمین کو انتہائی کم تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ ان کو کوئی محفوظ متبادل ملازمت ملنے کا بھی یقین نہیں ہوتا، جس کا سبب ان کے خلاف برتا جانے والا امتیازی سلوک ہے جس کے باعث ان کو مجبوراً ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنا پڑتا ہے(عقیل اور گِل 2019)۔

بنگلادیش میں زیادہ تر صفائی کرنے والے اور کچرہ اٹھانے والے محنت کش پورے ملک میں غیر رسمی طور پر کام کرتے ہیں اور ان کو یا تو روزانہ اُجرتیں دی جاتی ہیں یا پھر ان کو حکومت یا نجی اداروں میں کسی مخصوص کام کے لیے کانٹریکٹ پر ملازم رکھا جاتاہے۔تاہم گندے گڑھے صاف کرنے پر ملنے والی اُجرتیں عموماً انتہائی کم اور بغیر کسی قاعدے کی ہوتی ہیں(واٹرایڈ 2020)۔ گڑھے خالی کرنے پر رکھے گئے مستقل محنت کشوں کے حالاتِ کاردہاڑی دار محنت کشوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہوتے ہیں، کیوں کہ مستقل ملازمین کو سٹی کارپوریشن کی جانب سے ہر ماہ پابندی سے تنخواہ ادا کی جاتی ہے اور ان کو جزوی طور پر صحت کی دیکھ بھال کے لیے بھی مالی معاونت فراہم کی جاتی ہے۔ (این کناش، فِشر اور خان 2012)۔ حالانکہ صفائی کا کام کرنے والے محنت کش اپنے روایتی پیشے سے باہر ایک محفوظ متبادل روزگار کے مواقعے تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ، تاہم صفائی کام کرنے والے محنت کشوں کے خلاف جس قسم کا امتیازی سلوک روا رکھاجاتاہے، بلخصوص وہ افراد جو نچلی ذات کے اچھوت ہندو یا عیسائی (جنہوں نے مذہب تبدیل کیا ہے)ہیں تو ایسی صورت میں ان کے لیے کوئی دوسری ملازمت تلاش کرنا بہت زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ان برادریوں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد جنہوں نے اپناذاتی کام شروع کیا تھا ، وہ آمدنی بڑھانے کے اپنےکئی مواقعے کھو چکے ہیں ، کیوں کہ سٹی کارپوریشن ان لوگوں کے مقابلے مسلمان "خاکروبوں" کو بھرتی کرنے ترجیح دیتی ہے(ذاقوت ایضاً 2021)۔

ملازمت /افرادی قوت کے سرویز اور بنیادی مطالعات دکھاتے ہیں کہ معاشرے کو انتہائی اہم خدمت فراہم کرنے والے صفائی کرنے والے محنت کش انتہائی غیر یقینی معاشی صورتحال سے دوچار رہتے ہیں۔ان میں اکثر کو حکومت اور نجی شعبہ میں بغیر کسی مناسب ملازمت اور سماجی تحفظ کے غیررسمی طور پر رکھا جاتا ہے ، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ انتہائی کم آمدنی اور غربت کے حالات میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

صحت کو درپیش خطرات: بیماری ، زخمی ہوجانا اورہلاکت

صفائی کا کام کرنے والے محنت کش اپنے کام کے دوران خطرناک موادوں، انسانی فضلہ، گندے پانی اور انتہائی گندے ماحول میں کام کرتے ہیں ، جس کے باعث ان کی صحت کو انتہائی سنجیدہ قسم کے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خطرناک حالاتِ کار کے باعث ان کو ایسی بیماریاں لگنے کا خطرہ ہوتا ہے جو جان لیوا ثابت ہوسکتی ہیں اور وہ جسمانی طور پر زخمی ہوجانے کے باعث محنت کشوں کی اموات بھی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ، بھارت میں قومی کمیشن برائے صفائی کرم چاری نےبتایا کہ 2010 سے 2020 کے درمیان گندے نالوں اور متعفن ٹینک صاف کرتے ہوئے 631 صفائی کرنے والے محنت کشوں کی اموات ہوئیں(شرما 2021)۔ جنوبی تامل ناڈو ریاست میں فروری 2012 سے ستمبر 2013 کے درمیان سیوریج سسٹم پر کام کرتے ہوئے 30 کے قریب صفائی کرنے والے محنت کشوں کی اموات ہوئیں۔جنوبی ایشیائی ممالک میں ہونے والے عملی مطالعات حالانکہ اپنی تعداد کے لحاظ سے کم ہیں، تاہم ان میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو جن قسم کے خطرات کا سامنا ہوتاہے ان کی نوعیت کے بارے میں بہتر معلومات فراہم کی گئی ہے۔

بدقسمتی سے دیگر ممالک میں ملازمت /محنت کے سروے صحت کے حوالے سے بہت کم معلومات فراہم کرتے ہیں ، جس کا موازنہ کر پانا ممکن نہیں ہے۔ افغانستان کے 2020 کے لیبر سروے میں دکھایا گیا ہے کہ کچرہ اٹھانے والے 9.5فیصد محنت کشوں میں معذوریاں پیدا ہوگئیں۔ پاکستان کےسروے 2018میں بتایا گیا کہ تقریباً 1.5 فیصد صفائی کا کام کرنے والے ملازمین کام کرنے کے دوران زخمی ہوگئے۔ مالدیپ میں 2019 میں کئے گئے ایک سروے میں بتایا گیا کہ تقریباً 27 فیصد کچرہ اٹھانے والے محنت کش شدید بیماریوں کا شکار ہوگئے۔ انڈیئن امپلائمنٹ سروے 2019/20 میں بتایا گیا کہ ملک خطرناک مواد جمع کرنے والے مجموعی محنت کشوں میں سے 14 انتہائی خطرناک صورتحال میں کا م کر رہے ہیں۔

> عرفان مسیح ایک 36سالہ عیسائی تھے جو اندرونِ سندھ کے ایک شہر عمر کوٹ میں گندی نالیوں کی صفائی کا کام کرتے ہیں۔ وہ مین ہول میں بے ہوش ہوجانے والے اپنے دوساتھوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے زہریلی گیس کاشکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ان تینوں کو بند پڑی ہوئی ایک خطرناک گندی نالی کھولنے کے کام پر لگایا گیا تھا(عقیل اور گِل2019)

بھارت میں بنیادی مطالعات کی ایک کثیر تعداد میں صفائی کے کام کے باعث صحت پر پڑنے والے اثرات دکھائے گئے ہیں۔ حال ہی میں 2017 میں مہاراشٹرا ریاست کے اورنگ آباد شہر کے میونسپال کے صفائی کے محنت کشوں میں بیماریوں کی بلند شرح دکھائی گئی، جس میں صفائی کرنے والے محنت کشوں میں شدیدذہنی تناؤ سے لے کر بے چینی جیسے ذہنی امراض پائے گئے(یادَو 2017)۔ بینگلور شہر میں کچرہ اٹھانے والوں میں پیشہ ورانہ صحت کو درپیش خطرات کے ایک دوسرے مطالعہ ان لوگوں میں جو بیماریاں پائی گئیں ان میں دیگربیماریوں کے علاوہ تب دق،کھانسی، دمہ ، نمونیا،پیچش اور پیٹ میں کیڑوں کی بیماریاں بھی عام پائی گئیں (بھراتی ایضاً 2016) گندی نالیوں کو صاف کرنے والے ایسے 26 محنت کش جن کو بدبُو کاسامنا رہتاہے ،ان کے ایک دوسرے مطالعہ میں پایا گیا کہ ان میں سے 53.8 فیصد میں گلے کی خراش،

کھانسی، چھاتی میں جکڑن ،پیاس کی شدت، سانس لینے میں دقت ، پسینے آنا، چڑچڑا پن اور اشتہا میں کمی جیسی علامات پائی گئیں (تواری 2008)۔

ایک دوسرے مطالعہ میں پایا گیا کہ سخت چیزوں مثلاً بلیڈ، شیشے اور دیگر اس طرح کی تیزدھار اور نوکدار چیزوں کے باعث صفائی کا کام کرنے والے محنت کش سخت زخمی ہوجاتے ہیں۔ بہت سے محنت کش اسطرح کے ماحول میں کام کرنے کے ضمنی اثرات کو نہیں سمجھتے ، جس کا بڑا سبب معلومات اور تربیت کی کمی ہے(سکتھول اور بینجمن 2019)۔

پاکستان میں عقیل اور گِل (2019)نے102 صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا مطالعہ کیا اور ان لوگوں نے پایا کہ یہاں پر بھی صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی صحت پر اسی طرح کے اثرات مرتب ہو رہے تھے جس طرح کے بھارت میں ہو رہے تھے۔ تقریباً 38 فیصد جوابدہندوں نے بتایا کہ انہوں نے گندے پانی سے بھرے ہوئے مین ہول میں ڈبکی لگائی اور اپنے کام کے دوران کم ازکم ایک مرتبہ زہریلی گیس کا شکار ہوئے جو ہلاکت کا سبب بھی بن سکتی تھی۔ اپنے کام کے دوران وہ تیز دھار چیزوں مثلاً سیفٹی بلیڈ، کپڑے سینے کی سوئیوں ، ٹوٹے ہوئے شیشوں یا پھرہسپتال کے کچرے سے زخمی ہوجاتے ہیں ، اس طرح کا کچرہ اکثر گندے میں پھینک دیا جاتاہے۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کش زندگی کے لیے خطرہ بننے والے صفائی کے اس کام میں بغیر کسی حفاظتی سامان کے کام کرتے ہیں۔ مطالعہ میں مزید یہ بھی بتایا گیا کہ انتظامیہ محفوظ طریقہ کار کا اطلاق کرنے میں بھی ناکام رہی؛سیوریج میں کام کرنے والے محنت کشوں میں تربیت کی کمی تھی؛ ان کے پاس مناسب حفاظتی سامان کی بھی قلت تھی؛ اور جہاں کام کیا جا رہا تھا وہاں پر نگرانی میں بھی کمی تھی ،جس کے باعث صفائی کا م کرنے والے محنت کشوں کی صحت کے لیے خطرات بہت زیادہ بڑھ گئے۔

صفائی کرنے والے محنت کشوں کی صحت کی صورتحال کے حوال سے بنگلادیش میں کئے گئے محدود مطالعات میں بھی ملتی جلتی صورتحال سامنے آتی ہے۔ انسانی فضلہ سے بھرے ہوئے گڑھوں اور متعفن ٹینک کے اندر کام کرنے سے اکثر آنکھوں کی بینائی اور سماعت کی معذوری ہوجاتی ہے اور بعض مرتبہ اموات بھی ہوجاتی ہیں۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے لیے زہریلی گیسیں، بنیادی ڈھانچے کی مخدوش حالت، مین ہول اور گندے نالوں کے کناروں پر پھسلن وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے لیے بہت خطرناک ثابت ہوسکتی ہیں(ذاقوت2019؛ احمد ایضاً 2016)۔

ہاتھوں سےگندے گڑھوں کو صاف کرنے والے ذاتی حفاظتی سامان استعمال نہیں کرتے تو اس کا ایک سبب شاید یہ ہے کہ وہ خرید نہیں سکتے، یاپھر حفاظتی سامان پہن کرکام کرنے میں دقت ہوتی ہے، یا پھر گڑھے صاف کرنے والوں کو اس حفاظتی سامان کی افادیت کاعلم نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہاتھوں سے گڑھے صاف کرنے والوں کو انسانی فضلہ ، یا پھر بیت الخلا کے گڑھوں میں پائی جانے والی دیگر چیزوں مثلاً صفائی کے لیے استعمال ہونے والی مصنوعات، تیز دھار چیزوں اور دیگر اس طرح کی چیزوں کا براہِ راست سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس سے وہ زخمی ہوجاتے ہیں یا بیمار پڑ جاتے ہیں، کٹ لگنے یا کھرونچ آنے سے انفیکشن ہوجاتاہے اور انسانی فضلہ سے کیڑے پڑ جاتے ہیں اور جراثیم کے باعث انفیکشن ہوجاتاہے ، جِلد اور سانس کی بیماریاں لگ جاتی ہیں(میرئن ذاقوت ایضاً 2021)

نیپال میں کئے گئے ابتدائی مطالعات میں بھی صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی حالت اور ان کے کام کے باعث ان کی صحت پڑنے والے اثرات بھی ان سے ملتے جلتے تھے۔ ایک مطالعہ

میں پایا گیا کہ صفائی کا کام کرنے والے 70 فیصد محنت کشوں میں سانس کی بیماریاں اور دیگر عارضے موجود تھے مثلاً تکان،کمر درد اور سردرد وغیرہ (بلیک ایضاً 2019) صحت پر پڑنے والے ان شدید برے اثرات کا ایک سبب حفاظتی سامان کی قلت تھا۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں میں ان کے پیشے کے باعث صحت پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں علم اور آگاہی بھی کم تھی(بلیک ایضاً 2019؛سیپکوٹا ایضاً 2020)۔ مطالعہ میں مداخلتوں کی سفارش کی گئی ہے ۔ علم اور آگاہی میں پائی جانے والی اس کمی کو مداخلتوں کے ذریعے مؤثر انداز میں پورا کیا جاسکتاہے، جیساکہ "مہارت بڑھانے کی تعلیمی" تربیت ، صفائی کا کام کرنے والے غیررسمی محنت کشوں کے لیے خطرات میں کمی لانے اور تحفظ اور صحت کو بہتر بنانے کے لیے خطرات کے بارے میں مؤثر آگاہی کی فراہمی ۔سہیل کی جانب سے ایک مطالعہ (2015) پورے مالدیپ میں کچرا پھینکنے کے لیے استعمال ہونے والے جزیرے تھیلافوشی میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی صحت پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ ایسے محنت کش جو حفاظتی اقدامات نہیں کرتے ان میں سانس کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ، تقریباً 75 فیصد محنت کشوں نے سانس کی بیماریوں کی شکایت کی ۔ مالدیپ کی کنٹری رپورٹ برائے 2018 میں تسلیم کیا گیا کہ صفائی کا کام کرنے والے محنت ایسے ماحول میں کام کرتے ہیں کہ جو گندہ اور غیرصحت مند ہے جس کے باعث وہ بیمار پڑجاتے ہیں، زخمی ہوتے ہیں یا ان کی موت واقع ہوجاتی ہے(WSSCC and FANSA 2016a) ۔

> "ایسے چند واقعات ہو چکے ہیں کہ جن میں مالدیپ میں گندی نالیوں میں کام کرنے والے محنت کش زہریلی گیسوں اور ہوا کی قلت کے باعث ہلاک ہو گئے ہیں۔" (WSSCC and FANSA 2016a)

افغانستان کے حوالے موجود معلومات انتہائی کم اور غیر واضح ہے۔ افغانستان کی کنٹری رپورٹ (2018)میں بتایا گیا ہے کہ گندے نالے عام طور پر بغیر حفاظی سامان کے ہاتھوں سے صاف کئے جاتے ہیں ، جن کے باعث محنت کشوں کی صحت پر انتہائی خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک ایسا واقعہ بھی ہوا کہ جس میں صفائی کرنے والا ایک محنت کش بہت زیادہ گیس ہونے کے باعث کام کرتے ہوئے بے ہوش ہوگیا اور اس کے ساتھ کام کرنے والے دوسرے لوگوں نے اس کو کھینچ کر نکالا۔

اس جائزے میں جنوبی ایشیا کے ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے بارے میں سود مند معلومات فراہم کی گئی ہے۔ کام کی جگہ پر تحفظ اور صحت کو درپیش خطرات میں کمی لانے کے سلسلے میں یہ کام کے طریقوں میں ایک بہت نمایاں بہتری ہے۔مثال کے طور پر بھارت کی ریاست کیرالہ میں آسانی سے چلائی جانے والی گندے پانی کی صفائی کرنے والی مشینوں کے استعمال سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی صحت پر مضر اثرات میں کمی آئی ہے۔[3]اس کے ساتھ ہی جیساکہ اکثر مطالعات میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ صفائی کا کام کرنے والے تمام محنت کشوں کو لازمی طور پرذاتی حفاظتی سامان فراہم کیاجائے۔ صفائی کا کام کرنے والے تمام محنت کشوں کو تربیت فراہم کی جائے، بلخصوص ان محنت کشوں کوجو ہاتھوں سے متعفن ٹینک اور گندی نالیاں صاف کرتے ہیں۔ محفوظ طریقہ کار کو لاگو کرنے اورجس جگہ کام ہو رہا ہوں وہاں پر مؤثر نگرانی کی ذمہ داری انتظامیہ کی ہونی چاہیئے۔ اکثر محنت کشوں کو غیر رسمی طریقے سے ملازم رکھا جاتا ہے، لہٰذاان کے پاس نہ تو صحت کا موزوں تحفظ ہوتا ہے

---

[3]دیکھیں مثلا"[Kerala water authority ropes in 'Bandicoot' robot to clean Kochi sewers](#)"!، دی ٹائمز آف انڈیا، 28 نومبر 2020

اور نہ ہی موت کی صورت میں ان کو کسی قسم کی معاونت فراہم کی جاتی ہے۔اہلکاروں کو چاہیئے کہ وہ ضروری سماجی تحفظ کے اقدامات تیار کریں، جن میں صحت کا بیمہ اور ملازمت کے دوران زخمی ہونے کا بیمہ بھی شامل ہو۔

توہین، امتیازی سلوک اور بےحسی

ایک طرف تو صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی صحت کو شدید خطرات درپیش ہوتے ہیں اور دوسری جانب معاشرے میں بھی ان کے خلاف امتیازی سلوک برتا جاتا ہے اور ان سے توہین آمیز رویہ رکھا جاتا ہے، جس کے باعث ان کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے۔جنوبی ایشیائی ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے افراد سابقہ ہندو اچھوت یا اچھوت ہیں ، جنہوں نے عدم مساوات اور حقارت سے فرار حاصل کرنے کے لیے اپنے مذہب تک کو قربان کردیا۔ بعض بنیادی مطالعات میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو معاشرے میں جس قسم کے امتیازی سلوک اور سماجی حقارت کا سامنا ہوتا ہے، اس کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہے۔ بھارت میں یہ مسئلہ اپنی شدید ترین صورت میں موجود ہے، جہاں ان لوگوں کو معاشرے کے کئی میدانوں میں بڑے پیمانے پر سماجی امتیاز برداشت کرنا پڑتا ہے (عالم بینک 2019، صفحات 30 اور 35)۔شمالی ریاست اتر پردیش میں 72 صفائی کرنے والے محنت کشوں پر کئے گئے ایک ابتدائی سروے میں پایا گیا ہے کہ ان میں سے کچھ نے اپنا پیشہ چھوڑ کر چائےیا روزمرہ کی اشیا ء فروخت کرنے کی دوکانیں کھول لیں، لیکن اونچی ذات سے تعلق رکھنے والے افراد کی جانب سے مخالفت اور سماجی بائیکاٹ کرکے ان لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ واپس اپنا پرانا کام اپنا لیں(کمار اور پریت، 2020)۔ ریستوران میں ان لوگوں کو کھانا اور پانی اسٹیل کی پلیٹوں کے بجائے پلاسٹ کے کپس اور ڈسپوزبل پلیٹوں میں دیا جاتاہے۔گلیوں میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے قریب سے گزرتے ہوئے والدین اپنے بچوں کو ان سے دور ہٹا دیتے ہیں تاکہ کہیں ان کے جسم یا جھاڑو ان کے بچوں سے نہ چھوجائیں۔ عوامی جگہوں جیسا کہ مندروں، پانی بھرنے کی جگہوں ، مذہبی اجتماعات کے علاوہ ٹیکسی یا آٹوز وغیرہ میں بھی صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں سےامتیازی سلوک برتا جاتاہے۔ صفائی کرنے والے محنت کشوں کو عام طور پر "کچرے والا" یا"صفائی والا" کہا جاتاہے۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی دوکان یا گھر کے سامنے کوئی گلی کا خاکروب آرام کرنے کے لیے بیٹھ جائے تو اس کے اٹھ کر جانے کے بعد بعض دوکاندار اور گھرکے افراد اس جگہ کو "پاک" کرنے کے لیے پانی سے دھوتے بھی ہیں (PRIA 2020،صفحہ 22)۔ ان محنت کشوں کو اپنی روزانہ کی زندگی میں توہین آمیز کلمات ، نفرت اور بے حسی کا رویہ برداشت کرنا پڑتاہے۔ یہی سبب ہے کہ ان لوگوں کے لے ذات پات کی پابندیوں کو ختم کرنا اور آزادانہ طور پر اپنے پیشے کا انتخاب کرنا آج بھی انتہائی دشوار ہے۔

بھارت کی طرح نیپال میں بھی صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کا تعلق سابق اچھوتوں سے ہے[4]اور ان لوگوں کو بدترین قسم کےامتیازی سلوک، توہین، تذیل اور نفرت کا سامنا ہے، حالانکہ کچھ عرصہ پہلے نیپال دنیا کا واحد ہندو ملک تھا۔ عوامی مقامات پر سابق اچھوتوں کے داخل ہونے پر آج بھی پابندیاں ہیں ،جن میں ہندو مندر، ہوٹل اور ریستوران، چائے خانے اور کھانے پینے کی مصنوعات سے متعلق جگہیں مثلاً غذا بنانے والی فیکٹریاں، ڈیر ی فارمز، بشمول دودھ جمع کرنے کے مراکز، سرکاری اور نجی صحت کے مراکز اور تعلیمی ادارے شامل ہیں۔ ملازمت اوراُجرتوں میں امتیازی سلوک، خاص طور پر نجی شعبہ میں بہت عام ہے(بھٹاچن، سونار اور بھٹاچن 2009)۔

---

[4]نیپال نے ذات پات کے نظام اور اچھوت پن کو 1963 میں ختم کردیا تھا

بنگلادیش میں صفائی کرنے والے محنت کش افراد اچھوت ہندو ہیں ۔ ان کے ساتھ ملازمت اور اُجرتوں، اپنے مخصوص علاقوں سے باہر کرائے پر گھر حاصل کرنے اور سرکاری خدمات حاصل کرنے میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ نچلی ذات کے صفائی کرنے والےمحنت کش صفائی کاکام چھوڑ کر کوئی دوسرا متبادل روزگار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں مخالفت کا سامناکرنا پڑتا ہے۔اپنا ذاتی کام کرنے والے کچھ صفائی کے محنت کشوں نے بتایا ہے کہ ان کو بڑے پیمانے پر توہین آمیز رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے: مثال کے طور پر اگر انہوں نے چائے کا اسٹال لگایا یا آٹورکشا چلانے کی کوشش کی تو اونچی ذات والوں کی جانب سے بائیکاٹ کے باعث ان کا کاروباربند ہوجاتا ہے۔ لوگ جب ان کو پیسے ادا کرتے ہیں تو اس خوف سے کہ کہیں اچھوت ان کو چھو نہ جائیں وہ پیسے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ جن میں بعض اونچی ذات کے گھرانوں نے صفائی کرنے والےپیاسے محنت کشوں کو پانی تک دینے سے انکار کردیا (سلطانہ اور سبیدت 2015)۔

نچلی ذات کے صفائی کرنے والےمحنت کش صفائی کاکام چھوڑ کر کوئی دوسرا متبادل روزگار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں مخالفت کا سامناکرنا پڑتا ہے۔بھارت کی طرح یہاں بھی اگرکسی نے چائے کا اسٹال لگایایا آٹورکشا چلانے کی کوشش کی تو اونچی ذات والوں کی جانب سے بائیکاٹ کے باعث ان کا کاروباربند ہوجاتا ہے۔اپنا ذاتی کام کرنے والے کچھ صفائی کے محنت کشوں نے بتایا ہے کہ ان کو بڑے پیمانے پر توہین آمیز رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جوابدہندوں نے بتایا کہ بعض اونچی ذات کے گھرانوں سے جب پانی مانگا گیا تو انہوں نے صفائی کرنے والےپیاسے محنت کشوں کو پانیتکدینے سے انکار کردیا۔ اس خوف سے کہ کہیں ان کو چھو نہ جائیں، پیسےادا کرتے وقت پیسوں کو زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ (سلطانہ اور سبیدت2016)۔

صفائی کے کام میں ملازمتوں میں بھی ان سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، کیوں کہ اہلکار صفائی کے کام کی بہتر ملازمتوں کے لیے مسلمان خاکروبوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا برابری کی بنیاد پر معاشرے میں ضم ہونے کے لیے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو مسلسل کوششیں کرنی پڑتی ہیں (ذاقوت ایضاً 2021)۔نچلی ذات کے مسلمان جنہیں ارزل کہا جاتا ہے وہ بھی خاکروب ہیں، بیت الخلا صاف اور کچہرہ صاف کرتے ہیں ، اونچی ذات کے مسلمانو ں کی جانب سے ان کو بھی حقارت سے دیکھا جاتا ہے، بلخصوص دیہی علاقوں میں(زمان 2001)۔

پاکستان میں بھی صورتحال بنگلادیش سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ یہاں صوبہ سندھ میں اچھوت ہندوؤں سے زندگی کے کئی شعبوں میں انتہائی خراب قسم کا امتیازی سلوک کیا جاتاہے ، جس میں ملازمتیں بھی شامل ہیں۔ اکثر صورتوں میں یہ لوگ باقی آبادی سے علیحدہ رہتے ہیں ،تاکہ ان سے جسمانی اور سماجی فاصلہ برقرار رکھا جاسکے (IIDS 2008)۔ صفائی کرنے والے عیسائی محنت کشوں کو بھی نفرت انگیزرویہ برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ روایتی طور پر صفائی کرنے والے محنت کشوں کے لیے ایک ذات "چوہڑیا" کانام استعمال کیا جاتاہے ، اس لفظ کو اس وقت گالی سمجھا جاتاہے۔ پاکستان میں کئی عیسائی اس ذات سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے ساتھ کھانا نہیں کھایاجاتا (عقیل اور جان 2015)۔ "مسالیز"(چوہڑیا ذات سے مسلمان ہونے والے) یا مسلمان "اچھوت" صفائی کا کام کرتے ہیں ان سے خود ان کی اپنی برادری کے لوگ امتیازی سلوک کرتے ہیں۔

سری لنکا میں سنہالی اور ہندو تامل صفائی کا کام کرتے ہیں اورعام طور پر یہ نچلی ذات کے ہندو اچھوت ہوتے ہیں ، ان کے ساتھ بھی شہری علاقوں میں کئی جگہوں پرذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک برتا جاتاہے۔کیلنگا تودور ایضاً(2009) نے کینڈی شہر سے تعلق رکھنے والے ہندو تامل صفائی کرنے والے محنت کشوں میں اپنے مطالعے کے دوران پایا کہ کسی حد تک ذات پات کا نظام کمزور تو ہوا ہے لیکن ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک ختم نہیں ہوا۔ شہروں میں رہنے والے صفائی کرنے والے اچھوت ہندوؤں کے ساتھ ہندوؤں کے مندر میں داخلے اور بچوں کو کسی اچھے اسکول میں داخل کروانے پر امتیازی سلوک برداشت کرنا پڑتا ہے۔ صفائی کا کام کرنے والی برادری کو شہر میں ماحولیاتی آلودگی اور بیماریوں کا ایک بڑا ذریعہ سمجھا جاتاہے۔ اسی سبب سے لوگوں کارویہ ان کے ساتھ نفرت انگیز ہوتاہے۔

مندرجہ ذیل ٹیبل میں اس سیکشن میں موجود چیزوں کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے:

ٹیبل 1: صفائی کے کام کے پیشے کی جانب توہین، امتیازی سلوک اور بے حسی

انڈیکیٹرز	افغانستان	بنگلادیش	بھارت	مالدیپ	نیپال	پاکستان	سری لنکا
پیشے کے حوالےسے توہین/امتیازی سلوک اور حقارت	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
ذات کی بنیاد پر حقارت	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
مذہب کی بنیاد پر حقارت	دستیاب نہیں	جی ہاں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	جی ہاں	جی ہاں
صفائی کرنے والوں میں مردوں کی اکثریت	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	دستیاب نہیں	جی ہاں	جی نہیں
صفائی کرنے والوں میں عورتوں کی اکثریت	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں

آئینی اور قانونی دفعات

جنوبی ایشیاکے ممالک نے اپنے اپنے آئین میں ایسے دفعات ضروری بنائی ہیں جو بلاواسطہ یا بل واسطہ صفائی کرنے والےمحنت کشوں سے تعلق رکھتی ہیں۔کچھ ممالک نے ان کی بہبود کے لیے قوانین کا اطلاق کیا ہے اور پالیسیاں بنائی ہیں ۔ اس سیکشن میں ہم نے ان آئینی دفعات کا جائزہ لیا ہے۔

بھارت کے آئین کا آرٹیکل 14 مساوات اور قانون کی نظر میں مساوات کا حق دیتا ہے۔ آرٹیکل 17 اچھوت پن کو ختم کرتا ہے اور اس کو ایک قابلِ سزا جرم قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل 21 زندگی اور ذاتی آزادی کی ضمانت فراہم کرتاہے اور آرٹیکل 23میں جبری مشقت کی ممانعت ہے۔

پہلے بیان کردہ جن قانونی دفعات کو لاگوکرنا ہے ان میں سول رائیٹس ایکٹ 1955 بھی شامل ہے (شروع میں اس کو اچھوت کو چھونے سے متعلق جرم کا قانون کہا جاتا تھا)، نچلے ذات/قبیلوں کے خلاف مظالم سے تحفظ کا قانون ، 1989 اور پصفائی کا کام کرنے وااالوں کی ملازمت کی مما نعت اور بحالی سے متعلق قانون 2013 شامل ہے جس میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو امتیازی سلوک کے خلاف تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ان کے علاوہ ملک میں ہاتھ سے صفائی کے

کام کو ختم کرنے میں ہونے والی پیش رفت کی نگرانی کرنے کے لیے دو ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں جن کو قومی کمیشن برائے صفائی کرم چاریز اور نیشنل صفائی کرم چاریز فائنینس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کہا جاتاہے۔ بھارت میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی بطور کاروباری کے بحالی کاایک پروگرام بھی ہے جس کو "ہاتھ سے صفائی کا کام کرنےوالے محنت کشوں کی بحالی اور انکے اپنے روزگار کی سکیم" کہا جاتاہے۔

آئینِ پاکستان قانون کی نظر میں مساوات اور قانون کی نظر میں مساوی تحفظ اور مساوی موقعے کےبارے میں دفعات موجود ہیں۔ آرٹیکل 11 جبری مشقت کی ممانعت کرتا ہے ۔تاہم بھارت کے برعکس پاکستان نے ہاتھوں سےصفائی کے کام کو ممنوع قرار دینے اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو توہین اور امتیازی سلوک سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے کسی مخصوص قانون کو لاگو نہیں کیا ہے۔ تاہم، ملک نے 2008 صفائی کی خدمات کو انجام دینے کے لیے معیاری طریقہ کار کو ضرور لاگو کئے ہیں۔

بنگلادیش کے آئین میں آرٹیکل 27میں امتیازی سلوک کے خلاف دفع موجود ہے۔ اس طرح آرٹیکل 28 میں مذہب، نسل، ذات ، جنس یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی ممانعت ہے۔ بنگلادیش نے 2017 میں انسٹی ٹیوٹ اینڈ ریگیولیٹری فریم ورک فار فیکل سلج مینجمنٹ -IRF) (FSM تشکیل دیا۔بنگلادیش لیبرایکٹ 2006 میں پیشہ ورانہ تحفظ اور گندے گڑھے کو صاف کرنے کے لیے رہنما اصول موجودہیں۔بنگلادیش کے کئی شہروں مثلاً ڈھاکہ، کھلنا وغیرہ میں صفائی کا کام کرنے کے معیاری طریقہ کار موجود ہیں۔

نیپال کے آئین کا آرٹیکل 18 مساوی حقوق فراہم کرتا ہے۔ نیپال میں نسب ،ذات اور نسل کی بنیاد پر اچھوت پن اور امتیازی سلوک کی ممانعت کی دفعات موجود ہیں۔ ملکی پارلیامینٹ نے اچھوتوں کو ہرقسم کے امتیازی سلوک سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے ذات پات کی بنا پر عدم مساوت اور اچھوت پن (جرم اورقابلِ سز) ایکٹ (2011) 2068لاگو کیا۔ حکومتِ نیپال نے 2017 میں شہری علاقوں میں انسٹی ٹیوشنل اینڈ ریگیولیٹری فریم ورک فار فیکل سلج مینجمنٹ بھی تشکیل دیا۔ اس نے 2017 میں نیشنل دلت کمیشن بھی قائم کیا۔

سری لنکا کے آئین میں آرٹیکل 12 قانون کی نظر میں مساوی حق اور قانون کی نظر میں مساوی تحفظ فراہم کرتاہے۔ اس میں بھی نسل، مذہب، زبان، ذات، جنس، سیاسی نظریات اور جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیازکی ممانعت ہے۔سری لنکا میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے خلاف توہین اور امتیاز کے لیے کوئی مخصوص قانون نہیں ہے۔سری لنکا میں مقامی اہلکاروں کے لیے صفائی کرنےکے طریقہ کارکا رہنما کتابچہ (مینوئل) 2017 سے موجود ہے۔

مالدیپ کے آئین میں بھی آرٹیکل 17 میں انسدادِ امتیازی سلوک کے لیے دفع موجود ہے۔ مالدیپ 1,192 جزیروں پر مشتمل ایک ملک ہے اور یہاں پر صفائی کا کام کرنے کے لیے معیاری طریقہ کار لاگو کر دیئے گئے ہیں۔

افغانستان کے آئین میں آرٹیکل 22 امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیتا ہے اور قانون کی نظر میں سب کو برابر قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل 24انسان ہونےکی حیثیت میں آزادی کو قدتی حق قرار دیتا ہے۔

آزادی اور انسانی وقار واجب الاحترام ہیں۔ آرٹیکل 49 جبری مشقت اور بچوں سے جبری مشقت لینے کو غیر قانونی قرار دیتا ہے۔

اس طرح جنوبی ایشیا کے ممالک میں صرف بھارت میں ہی صفائی کرنے والے محنت کشوں کے لیے خصوصی قانون موجود ہے، باقی کسی ملک میں صفائی کرنے والے محنت کشوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کا قانون لاگو نہیں ہے۔ اسی طرح اچھوت پن کے خلاف خصوصی قوانین صرف بھارت اور نیپال میں ہیں اور جنوبی ایشیا کے کسی دوسرے ملک نے اس حوالے کوئی دفع نہیں بنائی ہے۔

عالمی ادارہ محنت کے کنوینشنز کی توثیق

حالانکہ اکثر ممالک نے عالمی ادارہ محنت کے آٹھ بنیادی کنوینشن کی توثیق کا اطلاق کر رکھا ہے ،تاہم اس حوالے سے عالمی ادارہ محنت کے تکنیکی کنوینشن کے سلسلے میں ایسا نہیں کیا گیا ہے

ٹیبل 2: عالمی ادارہ محنت کے بنیادی اور تکنیکی دستاویزات کی توثیق کا اطلاق

دستاویز	افغانستان		بنگلادیش		بھارت		مالدیپ		نیپال		پاکستان		سری لنکا	
	توثیق	قانون	توثیق	قانون	توثیق	قانون	توثیق	قانون	توثیق	قانون	توثیق	قانون	توثیق	قانون
بنیادی کنوینشنز														
جبری مشقت کا کنوینشن، 1930(نمبر 29)	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
وابستگی کی آزادی اور منظم ہونے کے حق کا کنوینشن، 1948 (نمبر 87)	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
منظم ہونے کے حق اور اجتماعی سوداکاری کا کنوینشن، 1949 (نمبر 98)	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
مساوی اجرت کا کنوینشن، 1951 (نمبر 100)	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
امتیازی سلوک (ملازمت اور پیشہ) کنوینشن، 1948 (نمبر 111)	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
کم از کم اجرت کا کنوینشن، 1978(نمبر 138)	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
بچوں سے مشقت کی بدترین شکل کا کنوینشن ، 1999 (نمبر 182)	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
تکنیکی کنوینشنز														
اجرتوں کے تحفظ کا کنوینشن، 1949 (نمبر 95)	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
ہجرت برائے ملازمت کا کنوینشن (نظرِثانی شدہ)، 1949 (نمبر 97)	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں
کم از کم اجرت کے تعین کا کنوینشن، 1970 (نمبر131)	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی ہاں	جی ہاں
مہاجر کارکنان کا (ضمنی دفعات) کنوینشن، 1975	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں

(نمبر 143)	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں			
پیشہ ورانہ صحت و تحفظ کا کنونشن ،1981 (نمبر 155)	جی ہاں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں
پروموشنل فریم ورک فار پیشہ ورانہ صحت و تحفظ کاکنونیشن ،2006 (نمبر 187)	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں
تشدد اور ہراس کا کنونشن ، 2019 (نمبر 190)	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی نہیں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں	جی نہیں	جی ہاں
سفارش برائے غیر رسمی سے رسمی معیشت کیجانب منتقلی ، 2015 (نمبر 204)	توثیق لازم نہیں	جی نہیں	توثیق لازم نہیں	جی نہیں	توثیق لازم نہیں	جی ہاں	توثیق لازم نہیں	جی نہیں	توثیق لازم نہیں	جی نہیں	توثیق لازم نہیں	جی ہاں	توثیق لازم نہیں	جی ہاں

نئے آنے والے چیلنجز اور پیش قدمی

2017اور 2020کے درمیان روزگار/محنت کشوں کے سروے کے اعدادوشمار اور اسی عرصے کے دوران ہونے والے بنیادی مطالعات کی بنیاد پر ، اس مقالے میں جنوبی ایشیا کے سات ممالک میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مطالعہ میں ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تعداد ، ان کو درپیش پیشہ ورانہ خطرات، معاشی عدم تحفظ کے علاوہ سماجی حقارت اور امتیازی سلوک کا اندازہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ آئینی ضمانتوں کے باوجود آج بھی یہ لوگ حقارت اور امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ اس مطالعہ میں ان محنت کشوں کے لیے جنوبی ایشیا کے ممالک کی حکومتوں کی جانب سے بنائے گئے قوانین اور پالیسیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

جنوبی ایشیا کی تمام حکومتوں نے صفائی کرنے والے محنت کشوں کے مسئلہ کو تسلیم کیا ہے اور ان کی صحت کودرپیش خطرات سے تحفظ فراہم کرنے اور "اچھوت ذات" سے ان کے تعلق کے باعث ان کو جس قسم کی بےحسی سے گزرنا پڑتاہے کی روک تھام کے لیے قوانین اور پالیسیوں کا طلاق کیا ہے۔ پیش رفت کے باوجود ہاتھوں سے کئے جانے والے صفائی کے کام کا مکمل خاتمہ تاحال بہت دور ہے۔ صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو پیشہ ورانہ خطرات سے تحفظ فراہم کرنے ، معاشی تحفظ اور ان کے خلاف ہونے والے امتیازی سلوک اور 'پلید' ہونے کے سماجی داغ کو مٹانے کے حوالے سے کچھ کامیابیاں بھی حاصل ہوئی ہیں ، تاہم یہ اب بھی انتہائی محدود ہیں۔ لہٰذا کئی محاذوں پر آج بھی چیلنجز موجود ہیں۔

پہلی بات یہ کہ جنوبی ایشیا کے اکثر ممالک میں قانونی اور انتظامی سطح پر کسی کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنا ممنوع ہے، تاہم خشک بیت الخلا کی صفائی، گندے پانی کے گڑھوں کی صفائی ، گندی نالیوں کی صفائی اور اس طرح کا دوسرا کام آج بھی وہاں پر ہاتھوں سے ہی کیا جاتاہے۔ اس کی موجود گی کے پیچھے اسباب کو سمجھنا اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے روزگار کو برقرار رکھتے ہوئے گندگی سے پاک کام کرنے کے طریقوں کی جانب مکمل منتقلی کے اقدامات اٹھانا ایک چیلنج ہے۔حالاتِ کار محفوظ اور صحت بخش ہوں اور طریقہ کار کو زیادہ سے زیادہ مشینوں کی جانب منتقل کیا جائے۔ان ممالک میں ہاتھوں سے صفائی کا کام کرنےوالے محنت کشوں کی درست تعداد تاحال معلوم نہیں ہو پائی ہے۔ ہاتھوں سے صفائی کرنے والے محنت کشاور وہ جس قسم کا کام انجام دیتے ہیں کے بارے میں معلومات اور ڈیٹا ملازمت کے سرویز اور ڈیٹا جمع کرنے کے دیگر ذرائع سے حاصل کیا جاسکتاہے۔

دوسری بات یہ کہ صفائی کے کام کو مدِنظر رکھتے ہوئے ، صفائی کے کام اور صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے حوالے سے اگر وقتاًفوقتاً سرویز کئے جائیں تو اس سے ان کے لیے وضع کردہ مخصوص پالیسیوں میں ہونے والی بہتری اور پیش رفت کے بارے میں بھی پتہ چلتا رہے گا۔

تیسری بات یہ کہ باضابطہ پالیسیوں اور طریقہ کاری کی موجودگی میں بھی پیشہ ورانہ صحت کے خطرات بڑے پیمانے پر موجود ہیں ، جس کی وجہ سے صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی زندگیاں خطرے سے دوچار ہیں۔ تحقیق کے ذریعے کام کے باعث پہنچنے والے زخموں اور پیدا ہونے والی بیماریوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے اور ساتھ ہی مضراثرات اور خطرات کو ختم کرنے کے لیے کام کرنے کے طریقوں میں بھی بہتری لائی جاسکتی ہے۔

چوتھی بات یہ کہ پورے برصغیر میں اس وقت بھی ہاتھوں سے صفائی کاکام کرنے والے محنت کشوں سے زندگی کے مختلف میدانوں میں امتیازی سلوک برتا جاتاہے اور ان کے کام کو توہین آمیز سمجھاجاتاہے۔

پانچویں بات یہ کہ غیررسمی سے رسمی معیشت کی جانب منتقلی (2015) کے حوالے سے عالمی ادارہ محنت کی سفارش نمبر 204 کی روشنی میں صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کو جس غیررسمی ملازمت اور معاشی عدم استحکام کا سامناہے اس پر قابو پانے کے لیے پالیسیاں بنانے میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے،جس میں معاشرہ کے لیے سب سے اہم کام انجام دینے والے ہاتھوں سے صفائی کرنے والے محنت کشوں پر خاص طور پر توجہ دی جائے۔

چھٹی بات یہ کہ قوانین اور ان کے اطلاق میں پائی جانے والی خلیج کے اسباب پر مطالعہ بھی سودمند ہوسکتاہے، تاکہ شواہد کی بنیاد پر حکمتِ عملیاں تشکیل دی جاسکیں۔

ساتویں بات یہ کہ عالمی ادارہ محنت کے عدم مساوات سے متعلق (ملازمت اور پیشہ) کنوینشن ، 1958 (نمبر 11) کی روشنی میں ذات پات/مذہب اور پیشے کی بنیادپر ہونے والے امتیازی سلوک اور حقارت کا جائزہ لیا جاسکتاہے۔

آخر ی بات یہ کہ عالمی ادارہ محنت اور یہ ممالک صفائی کا کام کرنے والے محنت کشوں کے تمام پہلوؤں کے حوالے سے ایک ڈیٹابیس بنا سکتے ہیں۔ صفائی کے کام میں ممنوع طریقہ کار روزگار کے سرویز میں تقریباً ناپید ہیں۔ عوامی خدمات میں صفائی کے عملے کی اہمیت کے پیشِ نظر اگر وقتاً فوقتاً خصوصی سروے کئے جائیں تو اس سے اس پیشے سے وابستہ افراد کے حالاتِ کار اور تحفظ کے معیاروں میں آنے والی بہتری کے بارے میں سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔